کبیر صاحب

کبیر صاحب

مؤلفہ

پنڈت منوہر لال زُتشي

الہ آباد

ہندوستاني اکیڈیمي یو - پي

۱۹۳۰ ع

Published by
The Hindustani Academy, U. P.,
Allahabad.

First Edition.
Price, Rs. 2/-

Printed by Rashid Khan
at the Minerva Press,
Daryabad, Allahabad.

فہرست مضامین

صفحہ

مذہب

مذہب عالمگیر ہے اور اُس کی سیکڑوں قسمیں ہیں -
مشرق کے حکیم اور مغرب کے فلسفی اس کی تعریف
مختلف الفاظ میں کرتے ہیں ' اور اپنے بیانات میں بڑی بڑی
باریکیاں پیدا کرتے ہیں - میرے نزدیک اُن باریکیوں میں
پڑنا اور ان کی مو شگافیاں کرنا عبث ہے - سیدھے سادھے طور
پر یوں کہئے کہ مذہب کے معنی ہیں احساس ہونا ایسی
قوت یا قوتوں کا جو انسان سے بالاتر ہیں - جو اُس کو نفع
اور ضرر پہونچا سکتی ہیں ' اور جن سے نفع حاصل کرنے کے
لئے اُن کو خوش رکھنا اور ضرر سے بچنے کے لئے کوئی ایسا
فعل نہ کرنا جس سے وہ ناخوش ہوں اس کے واسطے لازم ہے -
تاریخ اور تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب نے دنیا میں
طرح طرح کی صورتیں اختیار کی ہیں - کسی زمانہ میں
کچھ تھا ' اور کسی زمانہ میں کچھ - ایک ملک میں اس
کی ایک ہیئت ہے اور دوسرے ملک میں دوسری - کہیں
چاند ' سورج ' سیاروں اور ستاروں کی پرستش ہوتی ہے کہیں
بت اور تصویریں پوجی جاتی ہیں - کوئی گروہ پہاڑوں اور
دریاؤں کو متبرک خیال کرتا ہے ' کوئی قبروں پر چڑھاوے چڑھاتا
ہے ' کوئی تثلیث کو مانتا ہے ' کوئی توحید کا قائل ہے - کیا
عجب ہے کہ پہلے پہل آفتاب کی جہانگیر روشنی اور گرمی '
چاندنی کی ٹھنڈک اور سرور ' تاروں بھری رات کے دلکش

ملظر ، بجلي کي چمک ، اور بادل کي گرج سے متاثر هوکر انسان نے اجسام فلکي کو مثل اپنے جاندار اور اپنے سے قوي‌تر سمجھ‌کر ان سے نفع حاصل کرنے اور اُن کے ضرر سے بچنے کے لئے اُن کي پرستش شروع کي هو - ایک فرنگي حکیم کي راے هے کہ مذهب کي ابتدا خواب سے هوئي - خواب کي حالت میں خواب دیکھنے والا اپنے مقام سے دور دور هو آیا۔ جب جاگا تو اس نے اپنے ساتھیوں سے خواب کا حال بیان کیا - اس کے ساتھیوں نے اُسے بتایا کہ اس کا جسم جہاں وہ سویا تھا وهیں موجود تھا - اس سے یہ نتیجہ نکلا گیا کہ جسم کے علاوہ کوئي اور چیز بھي هے جو خواب کي حالت میں جسم سے باهر نکل کر جاتي هے اور گھوم پھر کر جسم میں واپس آ جاتي هے - اس چیز کا نام روح رکھا گیا - جب روح همیشہ کے واسطے جسم سے الگ هو جاے اور پھر واپس نہ آے تو اس حالت کا نام موت هے - سوسائٹي کے نظام کي مناسبت سے روحوں میں بھي مدارج قائم کئے گئے - جس سردار یا بادشاہ سے اس کے تابعین خوف کھاتے هیں، اس کي روح بھي ان کي روحوں سے زیادہ طاقتور هوگي اور اس میں فائدہ اور نقصان پھونچانے کي قابلیت بھي زیادہ هوگي - لهذا عوام کے لئے لازم هے کہ اگر زندگي میں اُس سے خوف کھاتے تھے اور اس کي خدمت کرتے تھے تو مرنے کے بعد اس کي روح کو پوجیں - اس خیال سے رفتہ رفتہ ایک ایسي پُر هیبت اور پُرشکوہ روح کا تصور پیدا هوا هوگا جو سارے عالم پر محیط هے اور کل دنیا کا نظام جس کے قبضہ میں

هے - اس قسم کے خیالات تو ان لوگوں کے هیں جو مذهب
کو بھی انسان کے دل و دماغ کا ایک کرشمہ خیال کرتے هیں
جس طرح سوسائٹی کے قواعد ترتیب دئے گئے ' قانون بنائے
گئے ' حکومت کے دستور قائم ہوئے - اسی طرح مختلف زمانوں
میں ' مختلف ملکوں میں ' مختلف مذهب پیدا ہوئے - کہا
گیا هے کہ خدا نے انسان کو اپنی شبیہ کے مطابق بنایا -
ان حکیموں کا خیال هے کہ انسان اپنے معبود کو اپنے خیال
کے مطابق خلق کرتا هے - جس گروہ کی تہذیب اور تحقیق
جس درجہ پر ہوگی ' جس طرح کے اس کے رسم و رواج ہوں گے '
جن خوبیوں کی اس میں قدر و منزلت ہوگی ' اسی قماش
کا معبود اس کا دماغ خلق کرےگا -

دوسرا گروہ یہ کہتا هے کہ نہیں ' مذهب ایک خدا
داد شے هے ' انسان کے فہم اور دماغ سے بالاتر - خداوند ازل نے
مختلف زمانوں میں مختلف قوموں میں اپنے پیمبر بھیجے -
ان پیمبروں کو الہام کے ذریعہ سے رموز الٰہی کا علم بخشا گیا '
اور انہوں نے اپنے پیام دنیا کو سنائے - مذهب کے حقائق فراست
انسانی کے اخذ کئے ہوئے نہیں هیں ' اور اسی وجہ سے انسانی
آئین یا دستور کی طرح تغیرپذیر نہیں هیں - مذهب خدا
کی طرف سے بھیجی ہوئی چیز هے جو اٹل اور آمت هے - اس کا
سلسلہ ازل سے ابد تک قائم هے اور اس میں عقل انسانی کو
دخل نہیں - نکتہ چیں اس میں شاخسانے نکالتے هیں -
اتنے مذهب پیدا کرنے کی کیا ضرورت تھی ؟ ایک مذهب
جاری ہوا ' پھر حکم الٰہی سے وہ منسوخ ہوکر اس کی جگہ دوسرا

مذهب جاري کیا گیا - یہ کیوں ؟ اس کا کیا ثبوت هے کہ
هر زمانے میں اور هر گروہ انسان میں پیمبر بھیجے گئے ؟
اگر یہ کہا جاتا هے کہ ایک خاص زمانہ میں خدا نے ایک
خاص مذهب جاري کیا اور وهي مذهب برحق هے اور اس
سے انکار کرنے والا کافر هے' تو ان لوگوں کا کیا حشر هوگا جن تک
وہ پیام پہونچا هي نہیں ؟ وغیرہ ' وغیرہ - خدائي مذهب
کے طرفدار ایک حد تک ان اعتراضوں کا جواب دلیل اور
منطق سے دیتے هیں اور آخر میں معترضین کو یہ کہ کر
خاموش کر دیتے هیں کہ احکام الهي میں چون و چرا کي
گنجائش نہیں' مذهب ادراک انساني سے بالاتر هے' عقل انسانی
محدود هے اور رموز الهی کے سمجھنے سے قاصر - یہ وہ کوچہ
هے جس میں اطاعت اور خاموشي کے سوا دم مارنے کي
مجال نہیں -

مگر ایک دقت پھر بھی باقي رهتی هے - اگر ان بزرگوں
کے فرمانے کے مطابق مذهب کو خدا داد مان لیا جائے اور
وید ' انجیل ' قرآن ' وغیرہ کو کلام الهي سمجھا جاے ' تو بھي
کلام الهي کے معني اور مطلب سمجھنے کے لئے انسان کے پاس سوائے
اُس محدود اور ناقص عقل و فہم کے اور کوئي دوسرا
ذریعہ نہیں - کلام الهي تو نازل هوا٠ مگر اس کے ساتھ اُس کي شرح
تو نہیں نازل هوئي' اور اگر هوتي بھي' تو جو دقت کلام
الهي کے سمجھنے میں پیش آ رهی هے وهی اس کي شرح
کے سمجھنے میں پیش آتی - وید اور قرآن کلام الهي
هوں' مگر وید کے کس منتر کے کیا معني هیں اور قرآن

کي کس آيت کا کيا مطلب هے ' يه کون بتائےگا - شايد اسي دقت کو دور کرنے کے لئے عيسائيوں کے رومن کيتهولک گروہ نے يه آئين قائم کيا کہ انجيل کے معني اور مطلب سمجهنا هر انسان کا کام نهيں ' جو معني چرچ يا يوں کهئے کہ پاپائے روم کي طرف سے بتائے جائيں وهي مستند هيں اور ان کو ماننا لازم هے - ليکن اصل دقت اس سے بهي رفع نه هوئي - پوپ بهي انسان هے ' اور اس وجه سے فاني - ايک پوپ جاتا هے دوسرا آتا هے - اس واسطے ان کے احکام ميں اختلاف هو سکتا هے - پهر يه کہ جو معني و مطلب چرچ يا پوپ کي طرف سے بيان کئے جاويںگے ان کو کون سمجهےگا ؟ غرضکہ کلام الهي کے ماننے والوں کو بهي عقل انساني کي جانچ پڑتال سے مفر نهيں اور خدا کا فرمانبردار سے فرمانبردار بندہ بهي اپنے فهم و درک سے بےنياز نهيں هو سکتا -

يهي وجه تو هے کہ هر مذهب کے پيرو فريق در فريق اور گروہ در گروہ پاشان و پريشان نظر آتے هيں - ويد تو ايک هے ' پهر چهه شاستر کيوں ؟ شيوي ' شاکت اور ويشنو کي تفريق کس واسطے ؟ سناتن دهرميوں اور آريه سماجيوں کي معرکه آرائي کا کيا سبب ؟ قرآن ايک هے ' مگر معتزله اور اشاعرہ کے خونريز جهگڑوں سے اسلامي تاريخ کا کون پڑهنے والا واقف نهيں ؟ شيعه اور سني کا اختلاف آج بهي موجود هے - کوئي مقلد هے ' کوئي غير مقلد ' کوئي آغا خاني هے ' اور کوئي اثنا عشري - اسلام ايک هے ' مگر اس ميں بهتّر فرقے هيں ' اور اب شايد اس سے بهي کچهه زيادہ - حافظ نے سچ کها هے :

جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه
چون ندیدند حقیقت رہ افسانه زدند

حضرت عیسیٰ کي تلقین انجیل سے واضع ہے' مگر انجیل کو کلام الهي ماننے والے عیسائیوں کے سیکڑوں گروہ هیں' اور لطف یه ہے کہ هر مذهب کا هر گروہ اپنے تئیں راز الهي کا امین سمجھتا هے اور اپنے سوا سب کو گمراہ جانتا ہے' حتیٰ کہ ایک زمانه میں اپنے هی مذهب والوں کو اگر وہ ایک خاص فرقه اور گروہ سے الگ هوں قتل کرنا اور زندہ جَلانا ثواب سمجھا جاتا تھا - کہتے هیں کہ انسان ایک جنگجو جانور ہے' لڑائي جھگڑا اس کي فطرت میں ہے - ایک مشرقي حکیم کا قول ہے کہ زن' زمین اور زر یهي تین چیزیں شر و فساد کا باعث هیں - بادشاهوں کے جنگ و جدل کي خونین داستانیں اور اقوام دنیا کے تصادم کي هولناک کہانیاں زباں زد خلائق هیں' لیکن تاریخ عالم شاهد ہے کہ جتني خونریزي دنیا میں مذهب کے نام سے هوئي ہے اس سے زیادہ شاید کسی اور وجه سے نه هوئي هوگي -

مدعا اس سب کا یه ہے کہ مذهب الهامي هو یا انسان کے دماغ کا اختراع' اس کے اصول کي تشریح' اس کے معاني اور مطالب کا سمجھنا' اس کے احکام کي پابندي' ان سب کا انحصار انسان کی عقل اور فہم پر ہے - یهي وجه اختلاف مذاهب کی ہے' اور یهي بنا مذهب کے ارتقا کي - تاریخ بتاتي هے کہ تغیر اور تبدل' آگے بڑھنا اور کبھي کبھي پیچھے هٹنا' انساني تمدن اور انساني تہذیب کا جزو ہے - کسي خاص

زمانہ میں انسانوں کا ایک گروہ اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے واسطے ایک خاص تمدن یا تہذیب قائم کرتا ہے، سوسائٹی کے مدارج قرار پاتے ہیں، قانون بنتا ہے، علوم و فنون رائج ہوتے ہیں، ملکداری کے دستور اور سیاست کی پالسی قائم ہوتی ہے - سو دو سو برس تک سوسائٹی اس تمدن کے زیر فرمان کام کرتی ہے - ایک زمانہ گزرنے کے بعد اس بات کا احساس شروع ہوتا ہے کہ اب اس تمدن میں تبدیلی کی ضرورت ہے - جس طرح جوانی میں بچپن کے کپڑے ٹھیک نہیں ہوتے اسی طرح انسانی دماغ اور انسانی اخلاق ترقی کرکے مروجہ تمدن کی حد سے آگے نکل جاتے ہیں - اس کا احساس پہلے عوام کو نہیں بلکہ خواص کو ہوتا ہے، روشن دماغ اور ذکی الحس افراد قوم اس تغیر کو محسوس کرتے ہیں اور ان میں بےچینی شروع ہوتی ہے - مگر انسان عادت کا غلام ہے - جو ہمارے بزرگوں نے سمجھا اور کیا وہی ہمارے واسطے بھی کافی ہے - نظام دنیا جس طرح پہلے تھا اسی طرح اب بھی ہے اور ویسا ہی آیندہ بھی رہےگا - خیالات اور عادات کا بدلنا تکلیف‌دہ ہے - اسی وجہ سے اصلاح کرنے والوں کی ہمیشہ عوام کی طرف سے مخالفت ہوتی ہے - حضرت عیسیٰ کو سولی دی گئی - رسول عربی کو جلا وطن ہونا پڑا، سوامی دیانند کو زہر دیا گیا - مگر چونکہ تبدیلی اور اصلاح کا تقاضا فطرت انسانی اور قانون قدرت کی طرف سے ہوتا ہے اس واسطے مخالفت کے باوجود نئے خیالات کی اشاعت ہوتی رہتی ہے اور نئے پیشوا کے پیرووں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا

ہے، حتیٰ کہ قرنوں اور بعض اوقات صدیوں کی کشاکش کے بعد اصلاح‌پسند گروہ سوسائٹی کا نیا آئین اور نیا دستور بنانے میں کامیاب ہوتا ہے - یہی راز ہے انسانی ترقی کا، اور یہی معنی ہیں اس بے چینی اور کشمکش کے جو ہر متمدن قوم کی تاریخ میں نظر آتی ہے - مذہب کا ارتقا اس کلیہ سے خارج نہیں ہے - اور ہندو مذہب کی تاریخ میں اس ارتقا کے مدارج صاف نظر آتے ہیں - ویدوں کے رشی اور شاستروں کے بنانے والے، گوتم بُدھ اور شنکر آچارج، رامانُج اور رامانند، کبیر، نانک، چیتن، اور تکا رام، تلسی‌داس اور سورداس، راجہ رام موہن رائے، اور سوامی دیانند ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں - جن اصلاحوں کی آج ضرورت محسوس ہوتی ہے، جو سوشل، مذہبی، یا ملکی تبدیلیاں لوگ کرنی چاہتے ہیں، اُن کی ضرورت اور بے ضرورتی، حسن و قبح سمجھنے کے لئے اس بات کا سمجھنا لازمی ہے کہ اس زمانہ سے پہلے اس ملک کے مصلحان قوم کو کیا کیا دقتیں پیش آئی تھیں، اور انہوں نے اپنے زمانہ کے عقدوں کو کس طرح حل کیا تھا - اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ ہماری قوم کی فطرت بہ حیثیت قوم کے کیسی ہے، اس کا مزاج کس طرح کا ہے، اور نئے خیالات اور نئے اصولوں کو کس شکل اور کس قالب میں قبول کرنے کے لئے وہ آسانی سے آمادہ ہو سکتی ہے -

مشکل یہ آ پڑی ہے کہ فرنگیوں کے اقبال ہیبت اور یورپ کی برتری کا نقش ہمارے مغلوب اور افسردہ دلوں پر کچھ ایسا بیٹھ گیا ہے کہ اپنے یہاں کی کوئی چیز بھاتی

هي نهيں اور اپنے ديس کا بڑے سے بڑا آدمی مغربي تهذيب کي ميزان ميں سبک نظر آتا هے - غضب يه هے کہ تعليم يافته اور پڑهے لکهے هندوستاني اپني زبان، اپنے مذهب، اور اپني تهذيب سے نه صرف بے خبر هيں بلکہ مشرقي حکمت اور مشرقی تمدن کو قابل التفات هي نهيں سمجهتے - آج ايک گروہ ايسا بهي پيدا هو گيا هے جو سياسي شورش اور سياسي مخالفت کي بنا پر انگريزوں سے سخت ناراض هے، مگر دل اور دماغ دونوں پر ايسا چوکها مغربي رنگ چڑها هوا هے کہ انگريزوں سے منافرت کے پردے ميں بهي مغربي اداؤں کي جهلک نظر آتي هے، اور انگريزوں کو گالياں بهي دي جاتي هيں تو مغربي لهجه ميں - انگريزوں کے خلاف غم و غصه کا اظهار هوتا هے، مگر اپني چيزوں سے اب بهي وهي مغائرت هے اور اپنے بزرگوں کے کارناموں اور اپنے اسلاف کي سحرکاريوں سے اب بهی وهي لا علمی هے جو پهلے تهي-

جيسا کہ ميں عرض کر چکا هوں، هندؤوں کي تاريخ سے ظاهر هوتا هے کہ ان کے يهاں قريب قريب هر زمانه ميں ايسے روشن دماغ اور عالي خيال بزرگ پيدا هوتے رهے هيں جو معينه شاهراہ سے هٹ کر چلتے تهے، فرسودہ خيالات کی گتهيوں کو سلجهانے کي کوشش کرتے تهے اور رسم و رواج، رياکاري اور مذهبي نمائش کي بيڑيوں کو کاٹ کر آزادہ‌روي اور حق پرستي کي تلقين کرتے تهے - ميرے خيال ميں اس برگزيدہ گروہ ميں کبير صاحب کا درجه نهايت ممتاز هے، اور اسي وجه سے

میں نے ان کے سوانح اور ان کی تلقین کے متعلق کچھ عرض کرنے کی جرات کی ھے -

هندو مذهب کا اِرتقا

سائنس کے ماہر کہتے ہیں کہ کرۂ زمین کو وجود میں آئے ہوئے کروروں برس ہو گئے اور حضرت انسان اس پر لاکھوں برس سے آباد ہیں - متمدن اقوام کے پاس جو تحریری دستاویزیں ہیں وہ چند ہزار برس سے زیادہ کي نہیں' مگر انسان نے ان سے پہلے کي حالت کا بہت کچھ کھوج لگایا ہے - پراني عمارتیں پرانے سکے اور کتبے زمین کے نیچے دبے ہوئے پرانے شہروں کے کھنڈر حتی کہ زبان انساني کے الفاظ ' ان سب کی جانچ پرتال کي جاتی ہے' اور ان کو میزان عقل میں تول کر مختلف اقوام کي تہذیب اور شائستگي کے متعلق نتائج اخذ کئے جاتے ہیں - فرنگي حکیموں نے ایشیا اور یورپ کي مختلف زبانوں پر جب غور کیا تو ان کو معلوم ہوا کہ سنسکرت' فارسي' یوناني' لاطیني' اور جرمن زبانوں میں بہت سے الفاظ ہیں جو اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ وہ ایک ہي ماں کي اولاد معلوم ہوتے ہیں - کوئي زمانہ ہوگا کہ جب آرین قوم جس کي یہ مختلف شاخیں ایشیا اور یورپ میں آباد ہیں' وسط ایشیا میں رہتی تھی اور وہیں سے مختلف ممالک میں پھیلی - اس قوم کی سب سے پراني دستاویز رِگ وید ہے جو ہندوستان کے آریوں کے پاس محفوظ ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آریہ افغانستان سے گذرکر پنجاب میں آباد ہوئے تو وہ شایستگي اور

تمدن کے اکثر مراحل طے کر چکے تھے - ان کے مذهب میں
مظاهر قدرت کو دیوتاؤں کا درجہ دیا گیا تھا - ان کو وہ
انسان سے بہتر اور برتر سمجھتے تھے اور اپنا یار و مددگار
خیال کرتے تھے - وہ ان دیوتاؤں کي پوجا کرتے تھے ' اور ان
سے اپنے دشمنوں پر فتح پانے کے واسطے اور اپنے جاہ و
عروج کے لئے دعائیں مانگتے تھے - رِگ وید کے بعض منتروں
سے یہ بھي معلوم ہوتا هے کہ عبادت کرنےوالا اس وقت
ایک خاص دیوتا کو جس کي وہ عبادت کر رہا هے
سب سے افضل سمجھتا هے ' اور اتني دیر کے واسطے وہ
اور دیوتاؤں کے وجود کو بھول جاتا هے - اُن کے
دیوتاؤں کي کثرت میں بھي وحدت کا راز مخفي تھا -
رِگ وید میں ایسے منتر موجود هیں جن میں محض
ایک وحدہ لا شریک ذات کا ذکر هے ' اور اس کو سب
سے اعلیٰ اور کل کائنات کا خالق قرار دیا گیا هے -
عبادت کے ذرائع غالباً دو تھے ' ایک تو دیوتا کي ثنا
و صفت اور اس کي درگاہ میں اپني حاجتوں کا اظہار '
دوسرے یَگ - یَگ هندوؤں کي پوجا کا نہایت ممتاز جزو هے '
اور اس کا رواج هندوؤں میں اِس وقت تک هے - یوں تو هر
دنیادار کے واسطے یَگ لازم تھا اور مذهب کا جزو لاینفک ' مگر
تہذیب اور ثروت کي ترقي کے ساتھ بعض ایسے یَگ بھي وجود
میں آئے جن کے کرنے کے لئے بڑے ساز و سامان کي ضرورت
ہوتي تھي اور جو صرف راجہ مہاراجہ ہی کر سکتے تھے - مثلاً
راجسویہ یگ ' یعني جشن شاهنشاهي یا اَشْوَمیدھ یَگ جس

میں گھوڑے کی قربانی کی جاتی تھی - مذہبی رسوم کا ادا کرنا تو ہر آریہ کا فرض تھا - مگر جوں جوں تمدن کی ترقی کے ساتھ مذہبی رسوم طویل اور پیچیدہ ہوتے گئے ان کا ادا کرنا مشکل ہوتا گیا - دنیاداروں کو دنیا کے بکھیڑوں ہی سے فرصت کہاں کہ وہ ہر رسم کی توضیح اور تفصیل یاد رکھیں - آگ کس طرح روشن کرنی ہے ' قربانی کب اور کس طرح کی جائےگی ' کس وقت اور کس آواز سے کون سا منتر پڑھا جائےگا ' کون سی دعا کس وقت کار آمد ہوگی ' ان باتوں کو سمجھنا اور یاد رکھنا اور ضابطہ اور قاعدہ سے انجام دینا ہر شخص کے امکان میں نہ تھا - اس کمی کو پورا کرنے کے لئے برہمنوں کا گروہ پیدا ہو گیا جن کے سپرد یہ مذہبی خدمت کی گئی ' اور جن کا یہ فرض قرار دیا گیا کہ وہ مذہبی عقاید اور مذہبی علوم کے ماہر ہوں ' اور مذہبی رسوم کو صحیح طریقہ سے ادا کر سکیں - ہر فرد قوم کے لئے ' چاہے وہ راجہ ہو یا پرجا ' یہ ضروری ہو گیا کہ وہ رسوم مذہبی کے ادا کرنے میں برہمنوں سے مدد لے اور ان کی ہدایت پر عمل کرے - ہر علم اور ہر فن بلکہ یوں کہئے کہ دنیا کے ہر کام میں مبصروں (experts) کی نخوت اور "دراز دستی" مشہور ہے - یہ تو مذہب کا معاملہ تھا - تعجب کی کیا بات ہے اگر برہمنوں نے مذہب کے تقدس کو اپنی ذات میں منتقل کر لیا اور اپنے تئیں خالق کائنات کا رازدار اور نوع انسان کا شفیع سمجھنے لگے ؟

صدیاں گذر گئیں، جُگ بیت گئے، اور جو حشر ہر انسانی دستور کا ہوتا ہے وہی اس کا بھی ہوا، یعنی وہ دل کی صداقت اور مَن کی لگن جس کا اظہار ان ذرائع پرستش سے ہوتا تھا گھٹنے لگی، اور ان پر تصنع کا رنگ چڑھنے لگا، پوجا پاٹھ، ہَوَن اور یَگ لوگ کرتے تھے، مگر رسم و رواج کی بنا پر، یا اپنی امارت کے اظہار کے واسطے جن کے سینہ میں دل تھا اور دل میں سچا مذہبی ولولہ تھا وہ یہ محسوس کرنے لگے کہ چھلکے کے اندر مغز باقی نہیں رہا اور خالی چھلکا ان کے درد کی دوا نہیں - ان بزرگوں نے ایک دوسرا راستہ گیان کا قائم کیا اور یہ سکھایا کہ موکش یا نجات کا ذریعہ ہے برہم گیان یا علم الٰہی کا حاصل کرنا اور اپنی اور اپنے معبود کی حقیقت کو پہچاننا - گیان حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے ریاضت یا تپ شروع کیا، اور رفتہ رفتہ تپ کو وہی مرتبہ حاصل ہو گیا جو کسی زمانہ میں یَگ کو حاصل تھا - دنیا سے مُنھ موڑ کر جنگل میں چلا جانا اور "تپسیا" ریاضت میں عمر گزارنا برگزیدہ اور مذہبی آدمیوں کا یہی مآل زندگی قرار پایا - اِس کا بیان اُپنشدوں میں نہایت وضاحت سے ملتا ہے - معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے ایک بڑے گروہ میں ان امور پر غور کرنے کی قابلیت اور شوق پیدا ہو گیا تھا - ہم کیوں پیدا ہوئے؟ کہاں سے آئے؟ کہاں جا رہے ہیں؟ انسانی زندگی کا کیا مآل ہے؟ اور حصول نجات کی کیا تدابیر ہیں؟ کرم کا کیا اثر ہے؟ مایا کے کیا معنی ہیں؟ آوا گون کے

چکر سے کس طرح آزادي مل سکتی ہے ؟ یہ سب سوال ان کے سامنے تھے' اور جس فراست اور معقولیت کے ساتھ انھوں نے ان مسائل پر بحث کي ہے جیسي بلند اور دیرپا پرواز ان کي بُدھي* کي تھي، اور جس طرح وہ برھم گیان کے آسمان سے تارے توڑ کر لائے ہیں وہ انھیں کا حصہ ہے - یورپ والے ان کے عقائد کو مانیں یا نہ مانیں مگر مذہب اور فلسفہ کے صحراے ناپیدا کنار میں ان کی تحقیق اور تجسس کي داد علماے فرنگ بھي دیتے ہیں' اور جو کچھ وہ سکھا گئے ہیں اس کا چرچا آج بھی غیروں کی محفل میں ہے -

آخرکار قانون قدرت کا عمل ایک مرتبہ پھر ہوا اور جو تپ معبود حقیقي کے پہچاننے اور نجات حاصل کرنے کے واسطے کیا جاتا تھا وہ محض دکھانے کے لئے یا حصول نام و نمود کے لئے کیا جانے لگا' مغز مفقود ہو گیا' اور کُتّے ہڈیاں چچوڑتے رہ گئے - لہذا اصلاح و ترمیم کي ضرورت محسوس ہوئي اور مہاتما گَوتم بُدھ کی تعلیم و تلقین کي نوبت آئي -

اس سے قبل کہ مہاتما بُدھ کا ذکر کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک بات کہہ دوں - آریوں میں برھمن اور چھتري یہ دونوں اونچي ذاتیں ماني جاتي ہیں - آریوں کي قوم میں عوام کا نام ویش تھا - برھمنوں اور چھتریوں

---

* عقل سلیم -

کا شمار خواص میں تھا - رفتہ رفتہ برھمنوں نے مذھبی
تقدس کی بنا پر اور اسرار الھی کے امین کی حیثیت سے اپنا
درجہ چھتریوں سے بڑھا لیا - مگر کتب مذھبی کے مطالعہ
سے معلوم ھوتا ھے کہ یہ درجہ ان کو آسانی سے نہیں حاصل
ھوا - چھتری عابد اور زاھد برھمنوں کے ساتھ ساتھ اس
کوچہ میں گامزن تھے' اور برھم رشی اور راج رشی کا مقابلہ تھا -
بسوامتر اور بششت کے قصہ سے کون ھندو واقف نہیں ؟
پرس رام نے ناخوش ھوکر چھتریوں کو نیست و نابود
کرنے کی کوشش کی' لیکن آخر ان کو راجہ رام چندر جی
سے جو چھتری تھے ھار ماننی پڑی - ھندو مذھب اور ھندو
فلسفہ کی تاریخ میں کسی برھمن مرتاض' کسی برھمن درویش
کا درجہ راجہ جنک سے اونچا نہیں ھے - بڑے بڑے رشی اور
مُنی ان کے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے اور ان کی شاگردی
کو باعث فخر سمجھتے تھے - اسی سلسلہ میں یہ نکتہ بھی
یاد رکھنے کے قابل ھے کہ ھندوستان قدیم کے دو بڑے پیشوایان
مذاھب جو مقررہ راستہ سے ھٹ کر چلے اور جنھوں نے
مروجہ عقائد سے الگ اپنے مسلک قائم کئے وہ دونوں
چھتری تھے' یعنی بَودھ مت کے بانی گَوتم بُدھ اور جَین
مت کے بانی مہاویر -

گَوتم بُدھ کا زمانہ پانچویں صدی قبل مسیح کا زمانہ
ھے - یہ کپل‌وستو کے راجہ کے گھر میں پیدا ھوئے اور
راجکماروں کی تعلیم پائی' مگر بچپن ھی سے مَن کو اور
ھی لگن لگی ھوئی تھی - باپ نے دنیاداری کی طرف مائل

کرنے کے لئے شادي کر دي - جب لڑکا پیدا ہوا تو گوتم بُدھ
نے کہا " یہ ایک بندھن اور بڑھا جسے کاٹنا پڑے گا " -
آخر تیس برس کي عمر میں دنیا سے مُنھ موڑ کر جنگل
کو سدھارے - اس زمانہ میں علم لدني کے متلاشیوں کے
واسطے ریاضت کا طریقہ جاري تھا - انھوں نے بھي اس کو
اختیار کیا ، مگر کچھ دن بعد بے سود سمجھ کر چھوڑ
دیا - خدا کي قدرت دیکھئے کہ ایک دن جب گوتم بُدھ
ایک پیپل کے درخت کے نیچے بیٹھے ہوے تھے ، ان کے
دماغ میں بجلي سي کوند گئي ، مایا کي تاریکی دور
ہو گئي ، اور کائنات کا راز آشکارا ہو گیا - وہ سکون قلب ، وہ
سرور ابدي ، جس کی تلاش میں وہ برسوں سے سرگرداں
تھے ایک لمحہ میں حاصل ہو گیا - اس خوشي اور اس
مسرت کا کیا پوچھنا ؟ اس کي قدر کچھ وہی سمجھ
سکتا ہے جو اس کوچہ میں کبھی دو چار قدم بھي
چلا ہو ، اور جس نے اس تلاش و تجسس میں اپنا
دل و دماغ صرف کیا ہو - اس دن سے گوتم کا لقب
بُدھ قرار پایا ، جس کے معني ہیں روشن دل اور روشن
دماغ - معمولی درجہ کے درویش تو اپني کامیابي پر
خوش ہو کر بیٹھ رہتے ، مگر گوتم کو تو اپني نجات
سے زیادہ دنیاوالوں کي نجات کي فکر تھی - وہ دنیا
کے مصائب اور تکالیف ، اس کے رنج و غم سے واقف
تھے ، ان کے سینہ میں دل تھا اور دل میں درد - جب

اُن کو اس بات کا گمان ہوا کہ حصول نجات کے مروجہ طریقے بےکار هیں، حقیقت اور اِصلیت کچھ اور هے، تو ان پر فرض ہوا کہ وہ اپنی باقي عمر اس کي تعلیم و تلقین میں صرف کریں، اور دنیا کو نجات کا صحیح راستہ بتاویں - اور انہوں نے ایسا هي کیا -

کرم اور آوا گون یا تناسخ کے مسائل پر گوتم بدھ کي تعلیم کي بنا تھي - جو جیسا کرےگا ویسا پائےگا - اچھے اور برے دونوں طرح کے اُفعال کے نتائج کا بھگتنا لابدي هے - اور اسي واسطے هر روح کو بار بار دنیا میں جنم لینا پڑتا هے - اچھے کرم کے صلہ میں اگر بہشت بھي نصیب هوئي تو مقررہ مدت کے بعد پھر دنیا میں پیدا هونا پڑےگا، اور دنیا کے رنج اور خوشي، مسرت اور صعوبت برداشت کرني پڑےگي - اگر غور سے دیکھئے تو جو چیز انسان کو دنیا سے وابستہ رکھتي هے اور اس کے جھگڑوں سے آزاد نہیں هونے دیتي وہ "ترشنا" یا خواهش هے - پس نفس امارہ کا مارنا سب سے زیادہ ضروری هے - اعتدال کي زندگی سب سے اچھي، نہ نفس امارہ کی غلامي اور نہ اس طرح کي ریاضت جس میں جسم اور جان کو طرح طرح کي ایذا پہونچائي جاے - والدین اور گرو کي اطاعت، اپنے نفس پر قابو، هر انسان کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ، اور ساري کائنات پر ترحم کي نگاہ، بودھ مت کے یہ چار خاص اخلاقي اُصول هیں، اور ان کی پابندي سے وہ اعتدال و

سکون حاصل ہو سکتا ہے جو نِروان یا نجات کا ذریعہ ہے - فلسفي اور حکیم نِروان کے مختلف معني بیان کرتے ہیں ' لیکن فلسفہ اور حکمت کي موشگافیوں کو چھوڑکر نروان کے سیدھے سادھے معني معلوم ہوتے ہیں خواہشات نفساني کو جو رنج و غم ' گناہ و عذاب ' کا ماخذ ہیں زیر کرنا اور دنیاوي تعلقات کي زنجیر کو توڑ کر روح کو آوا گون کے سلسلہ سے آزاد کر دینا - دنیا نگارخانہ آرزو ہے اور انسان فریب خوردۂ ہوا و ہوس - خواہش یا ترشنا تعلق دنیوي کی جڑ ہے - جب خواہش نہ رہےگي تو دنیا کا تعلق بھی نہ رہےگا - اور جب دنیا کا تعلق نہیں رہا تو روح کو جنم لینے کي ضرورت باقي نہیں رہتی -

اُس وقت مذہب کي زبان سنسکرت تھی ' اور آریوں کے اعلیٰ طبقہ کے لئے مخصوص تھی - اور برہمن ہی اس کو سمجھ سکتے تھے اور سمجھا سکتے تھے ' مگر گوتم بدھ نے جو کچھ کہا وہ عوام کی زبان میں کہا ' چنانچہ بَودھ مت کي کتب مقدسہ پالي زبان میں ہیں ' جو اُس زمانہ میں مگدھ یا بہار میں رائج تھي - گوتم کي تعلیم عوام کے لئے نہیں بلکہ خواص کے لئے تھي ' اور نجات کا راستہ ہر شخص کے لئے بلا قوم یا ذات کي تفریق کے کھلا ہوا تھا - نجات کا وسیلہ یگ اور تَپ نہیں ' بلکہ ہر شخص کا روزمرہ کا چال چلن اور افعال و اقوال قرار دئے گئے - اس کا لازمي نتیجہ یہ تھا کہ ذاتوں کي تفریق کي مذہبي بنیاد ہل گئي ' برہمنوں کے تکبر کو سخت

صدمہ پہونچا ' اور ان کي فضیلت تقویم پارینہ هو گئي -
اس وقت بھي جن ملکوں میں بودھ مذهب رائج ھے '
مثلاً لنکا ' برھما ' سیام ' وغیرہ ' وھاں نہ ذات کي تفریق ھے '
نہ کھانے پینے کي چھوت چھات ' نہ برهمنوں کی طرح
کوئي گروہ جنت کا موروثی دربان اور انسان کا موروثي
شفیع ھونے کا دعوی کرتا ھے -

تیسري صدي قبل مسیح بودھ مت کے عروج کا زمانہ تھا -
چندر گپت کا پوتا اشوک اس وقت مگدھ کا راجہ تھا -
اس نے بودھ مت کی اشاعت میں بڑي کوشش کی
جس کا نتیجہ یہ ھوا کہ یہ مذهب چین اور جاپان ' لنکا '
برھما ' اور سیام ' افغانستان ' اور ترکستان تک پھیل گیا - اگر
تعصب اور انانیت کو چھوڑ کر گوش ھوش سے سنئے تو بعض
بڑے بڑے مذاهب میں جو اس وقت ایشیا اور یورپ
میں پھیلے ھوے ھیں بودھ مت کے عقائد اور اس کے
قانون اور دستور کا اثر آواز باز گشت کی طرح آپ کو
سنائي دے گا -

سیکڑوں برس تک یہ مذهب هندوستان پر غالب
رھا ' اور جب اس کا زوال شروع ھوا اور هندو مذهب
نے عود کیا تو آٹھویں صدي تک دونوں مذهب ساتھ
ساتھ هندوستان میں جاري رھے ' مگر بودھ مت کے بادشاهوں
نے کبھی کسي کو زبردستي اپنے مذهب میں شامل کرنے
کي کوشش نہیں کی ' اور نہ کبھي اختلاف مذهب کي
بنا پر خونریزي کي نوبت آئي - ھاں ' اگر غور سے دیکھئے

تو یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بودھ مت کے بعض عقائد اور اصول قوم کے دل و دماغ میں اس طرح سے سرایت کر گئے تھے کہ اس مذہب کے زوال کے بعد وہ ہندو مذہب کا جزو بن گئے، اور آج بھی ان کا اثر ہندؤوں کی مذہبی اور سوشل زندگی پر موجود ہے -

بودھ مذہب کے زوال کے وہی اسباب تھے جو عموماً مذہبوں کے زوال کے ہوا کرتے ہیں - گوتم بدھ کی روحانی تعلیم کو تو لوگ بھول گئے اور اس کی جگہ بدھ کی مورتوں کو پوجنے لگے، معنی اور مطلب فراموش ہو گئے، محض الفاظ کا گورکھ دھندا رہ گیا، اور الفاظ کے اختلاف پر فرقے اور جتھے قائم ہونے لگے - چوتھی صدی عیسوی میں جب گپت خاندان کے راجہ شمالی ہندوستان میں حکومت کرتے تھے اس وقت بودھ مذہب کا زوال اور ہندو مذہب کی نئی زندگی شروع ہو گئی تھی - آٹھویں صدی عیسوی میں شنکراچارج کے اقبال کا ستارہ چمکا اور اس کے وعظ اور تلقین کا یہ اثر ہوا کہ کدارناتھ سے رامیشورم تک اور جگناتھ سے دوارکا تک ہندو مذہب کا ڈنکا بج گیا - مگر جو مذہب اب رائج ہوا وہ قدیم آرین مذہب سے مختلف تھا - ویدوں اور شاستروں کو اب بھی لوگ مانتے تھے اور ان کی عظمت کے قائل تھے، مگر دلوں پر مہابھارت اور رامائن کا سکہ چلتا تھا اور پرانے دیوتاؤں کی جگہ رام اور کرشن کے اوتاروں نے لے لی تھی - اس تبدیلی کے ساتھ بھکتی کے عقیدہ کا رواج ہوا - کرم اور گیان "تپس" اور ریاضت

سے لوگ واقف تھے ' اور ان کو برت چکے تھے - اب بھکتي نے لوگوں کے دلوں کو اور دلوں کے جذبات کو اپني طرف کھينچنا شروع کیا ' اور بارھویں صدي سے سولھویں سترھویں صدي تک جو مذھبي پیشوا ھوے انھوں نے نہایت زور شور سے اسي عقیدہ کو سراھا اور اس کی اشاعت کي - شمالي ھندوستان میں رامانند اور ان کے چیلے کبیر ' تلسي داس اور سور داس ' بنگال میں چیتن ' پنجاب میں نانک ' اور دکن میں تکارام اس بھکتي کے مذھب کے رواج دینے والے تھے - چونکہ اس تحریک کے موجد اور اشاعت دینے والے اکثر ویشنو تھے اس واسطے ھندوستان میں یہ تحریک انھیں کے نام سے موسوم ھے ' اور انگریزي مؤرخ بھي اس کو ویشنوازم کہتے ھیں -

یہ بھکتی کي تحریک گیتا کے زمانہ سے شروع ھوتي ھے - بھکتي وھي چیز ھے جس کو صوفي عشق الٰھی کہتے ھیں - کرم کانڈ کے پوجا پاٹھ اور گیان مارگ کے بکھیڑوں سے بھکت یکساں آزاد ھے - محض محبت کا جذبہ اس کے واسطے کافي ھے ' اور اس کو وہ دنیا اور آخرت کا سرمایہ سمجھتا ھے - مآل زندگی تو اس کا وھي ھے جو ھر ھندو کا ھے ' یعني آوا گون کي قید سے آزاد ھوکر موکش یا نجات حاصل کرنا - لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے اس کے پاس بس ایک بھکتي کا ذریعہ ھے جو اس کی ساري روحاني زندگي پر حاوي اور محیط ھے ' اور جس کے کیف و سرور پر وہ بے تامل دنیا اور عقبیٰ کو قربان کرنے کو تیار ھے -

جس تحریک کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ کئی باتوں میں اس تحریک سے ملتی جلتی ہے جو سولھویں صدی میں پروتسٹنٹزم کے نام سے یورپ میں جاری ہوئی تھی - یورپ میں پاپاے روم کو یہ دعوی تھا کہ مذہب کے معاملہ میں اس کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہے، اور اس کے حکم کی نافرمانی خدا کے حکم کی نافرمانی ہے - ہمارے ملک میں قریب قریب یہی دعوی برہمنوں کا تھا، اور ذات کی تفریق اُس پر مزید کریلا اور نیم چڑھا - بھکتوں نے یہ بتلایا کہ مذہب خدا اور بندہ کا واسطہ ہے، چاہے وہ کیسی ہی نیچی ذات کا کیوں نہ ہو بلا کسی اونچی ذات والے کی مدد کے بندہ اپنے خالق تک پہونچنے کا مجاز ہے - ان بھکتوں کے سیکڑوں اقوال ایسے ملیں گے جن میں برہمنوں کی نخوت اور گھمنڈ کا مضحکہ اُڑایا گیا ہے، اور ذات کی تفریق کو بے معنی اور لا طائل بتایا گیا ہے - صرف یہی نہیں بلکہ کبیر اور نانک نے تو هندو مسلمان کے فرق کو بھی مٹا دینا چاہا ہے - هندؤوں کے سوشل نظام کی بنیاد ذات کی تفریق پر ہے، اور یہ نظام کچھ ایسا مضبوط ہے کہ بھکتوں کی کوشش بھی اس کو نہ توڑ سکی - لیکن یہ ضرور ہے کہ جنوبی هندوستان کے مقابلہ میں شمالی هندوستان میں برہمنوں کا تکبر اور چھوت چھات کی سختی کم ہو گئی ہے - اسی طرح یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ گو دیوی دیوتا اب بھی مانے جاتے ہیں اور بت پرستی هندؤوں میں جاری ہے، تاہم ان بھکتوں اور سنتوں کے اقوال زبانزد خلائق ہیں، اور بت پرستوں سے

اگر جرح کیجئے تو فوراً معلوم ہو جائے گا کہ وہ اپنی جہالت کے باوجود ایک ایشور یا پرماتما یا بھگوان کو ان تمام مظاہر سے اعلیٰ اور برتر جانتے ہیں - پاپائے روم کے مذہب میں انجیل کی زبان لاطینی تھی جس طرح ہندؤوں کی مقدس کتابیں سنسکرت میں لکھی ہوئی تھیں - جرمنی کے پروٹسٹنٹ لیڈر لوتھر نے جرمن زبان کو اپنا آلہ کار بنایا - اور اس کی تقلید دیگر ممالک فرنگ میں کی گئی کیونکہ ان لوگوں کی اپیل علما کے گروہ کے خلاف عوام کے سامنے پیش تھی - گوتم بدھ نے پالی زبان میں وعظ دیا تھا - اسی طرح ہندوستان کے سنتوں اور بھکتوں نے سنسکرت کو چھوڑ کر ہندی، مرہٹی، بنگالی، اور پنجابی میں اپنے خیالات کی اشاعت کی، اور ان کو صرف شاہی محلوں اور عظیم‌الشان اور مقدس مندروں میں نہیں بلکہ غریب نادار جاہل دیہاتیوں کے جھونپڑوں اور چھپروں میں پھیلایا - کبیر صاحب فرماتے ہیں :

سنسکرت ہے کوپ جل بھاشا بہتا نیر

(سنسکرت بندھا ہوا پانی ہے، بھاشا بہتا ہوا پانی ہے)

ہندوستان کی ان زبانوں کی داغ بیل انہیں بھکتوں کی ڈالی ہوئی ہے، اور ان کی ساکھیاں اور شبد (ملفوظات)، ان کے بھجن اور گیت، اب تک ان زبانوں کے تمغائے افتخار ہیں - ایک بات جس پر ویشنو بھکت بہت زور دیتے ہیں اور جس کو وہ بہت اہم سمجھتے ہیں دل کی صفائی اور من کا پریم ہے - ان کے نزدیک صداقت اور محبت کے مقابلہ میں

پوجا پاٹھ کی نمائش اور یوگ اور تپ کی ورزش بالکل ہیچ ہیں - اگر دل صاف ہے اور طالب صادق ہے تو ایشور کا ملنا آسان ہے۔ اگر دل صاف نہیں ہے تو مذہب کے دستور اور ریاضت کی سختی فضول اور بےکار ہیں - دنیا والے ان سے مرعوب ہو جائیں تو ہو جائیں مگر خدا نہیں ملتا -

هندو مذهب کے اُصول

هندو مذهب کي بنا ويدوں پر هے ٠ اور ويدوں کو هندو کلام الهي سمجھتے هيں - رِگ ويد سب سے پرانا سمجھا جاتا هے - ويدوں ميں مختلف ديوتاؤں کا ذکر هے ' مثلاً اندر ' اگني ' يم ٠ ورن ٠ وغيره - ليکن اسي کے ساتھ يه خيال بھي موجود هے که يه متعدد ديوتا کسي ايک ذات ميں مظهر هيں ٠ چنانچه ايک مقام پر لکھا هے که ايک ذات واحد کو رشي مختلف طريقوں سے بيان کرتے هيں - وه اس کو کبھي اگني کهتے هيں ' کبھي يم اور کبھي ماترِشون - ويدوں سے آگے بڑھ کر جب ويدانت اور اُپنشدوں کے زمانه ميں حکيمانه خيالات کا چرچا هوا تو همه ازوست سے گذرکر همه اوست کے فلسفه کی طرف رجحان هوا ٠ اور هندو پرماتما اور جيو آتما ' خالق اور مخلوق کو ايک واحد شے سمجھنے لگے - موکش يا نجات کے معني يه قرار پاے که جيو آتما يا روح انسانی ترقي کرتے کرتے پرماتما ميں مل جاے - جتنے مذهب که هندوستان ميں پيدا هوے هيں ' هندو ' بودھ ' اور جين ' وه سب روح انساني کو آوا گون يا تناسخ کے قانون کا تابع سمجھتے هيں - ان کا عقيده هے که روح لا زوال هے - وه صرف ايک هي مرتبه قالب خاکي اختيار کرکے دنيا سے الگ نهيں هو جاتی ' بلکه جيسے اعمال

اس کے ایک زندگی میں ہوتے ہیں ان کے مطابق اس
کو دوسرا جنم لینا پڑتا ہے' اور یہ آوا گون کا سلسلہ
لا متناہی ہے - گیتا کے دوسرے ادھیاے کے بائیسویں منتر
میں کرشن جی فرماتے ہیں "جیسے انسان پرانے کپڑے
اُتار کر نئے کپڑے پہنتا ہے' ویسے ہی آتما پرانے جسموں
کو چھوڑ کر نئے جسموں میں دخل کرتی ہے" - [بھگوت
گیتا کا اردو ترجمہ از راے بہادر پنڈت جانکی ناتھ مدن -
پانچواں ایڈیشن - صفحہ ۴۹ -] ہر انسان کا فرض ہے کہ
وہ اپنی زندگی اس طرح سنوارے کہ دوسرا جنم پہلے
جنم سے بہتر ہو' اور دوسرے جنم میں اس کو ترقی
کرنے کا اور زیادہ موقع ملے - غرض یہ ہے کہ ترقی کرتے
کرتے روح اس درجہ پر پہونچ جائے کہ پھر اس کو دنیا
میں جنم لینے کی ضرورت نہ رہے' اور اس کو موکش یا
نجات کی پدوی (درجہ) مل جاے - ہندوستانی مذاہب
کے عقائد کی بنیاد اسی آوا گون کے مسئلہ پر ہے' اور ہندو
بودھ اور جین تینوں کی زندگی اسی اصول کے تابع ہے - ان
کی ہزاروں برس کی زندگی میں ان مذہبوں کے علم و عمل
میں مختلف قسم کی تبدیلیاں ظہور میں آئیں' مگر یہ
عقیدہ ہر زمانہ میں اور ہر ملک میں اُن پر مسلط رہا -
اس کے استحکام اور عام پسندی کی ایک بڑی وجہ غالباً
یہ ہے کہ یہ دنیاوی پریشانیوں اور تکلیفوں کے لئے تشفی
بخش وجوہ فراہم کر دیتا ہے - اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک
بدکار شخص دنیا میں سرسبز ہے' یا ایک شریف اور نیک

آدمی مصیبت میں مبتلا ہے، تو ہم کو خواہ مخواہ اُلجھن ہوتی ہے کہ ایسی نامناسب اور بے جوڑ بات کیوں وقوع میں آئی؟ خالق ارض و سما نے اس ناانصافی کی اجازت کیوں دی؟ آوا گون کے ماننے والوں کی تشفی اس طرح ہو جاتی ہے کہ موجودہ جنم کی حالت، راحت ہو یا مصیبت، پرانے جنموں کے کرموں کا مجموعی نتیجہ ہے - انسان کا کوئی فعل ایسا نہیں کہ جو وقوع میں آئے اور اپنا نتیجہ نہ پیدا کرے - جو نیک آدمی اس وقت مصیبت میں مبتلا ہے اس کی مصیبت غالباً اگلے جنموں کی بدکاریوں کا نتیجہ ہے، اور جو برا آدمی آرام اور چین سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنے پچھلے جنموں کے نیک اعمالوں کا فائدہ اُٹھا رہا ہے - ایک گروہ تو یہاں تک کہتا ہے کہ ترشنا یا خواہش انسان کے واسطے اس لئے مضر ہے کہ خواہش کے حصول کے لئے اس سے مختلف افعال سرزد ہوتے ہیں، اور ہر فعل اپنا اثر پیدا کرتا ہے، جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ روح کا تعلق دنیا سے مضبوطتر ہوتا جاتا ہے - افعال اچھے ہوں یا برے ان کے نتائج کو پورا کرنے کے لئے روح کو ضرور جنم لینا پڑے گا - لہذا اگر آوا گون سے نجات حاصل کرنی منظور ہے تو پہلی شرط یہ ہے کہ ترشنا یا خواہش کو ترک کیا جائے، اور اس ترک کے مسئلہ میں یہاں تک مبالغہ کیا گیا ہے کہ —

ترک دنیا ترک عقبیٰ ترک مولا ترک ترک

جہاں تک میں نے اس مسئلہ کو سمجھا ہے هندو یہ

نہیں کہتے کہ روح گذشتہ جنموں کے اعمال سے اس طرح جکڑی ہوئی ہے کہ نئے جنم میں اسے مطلق آزادی نہیں حاصل ہے - وہ سمجھتے ہیں کہ ایک حد تک ضرور ہر روح نئے جنم میں اپنے پرانے اعمال سے متاثر رہتی ہے مگر اس حد کے اندر اس کو آزادی حاصل ہے - اس کو یوں سمجھئے کہ اگر کوئی شخص مفلس گھر میں پیدا ہوا ہے تو اس افلاس کا ایک حد تک اس پر اثر پڑے گا مگر اس حد کے اندر اس کو کوشش اور سعی کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے - یا کوئی شخص گرم ملک میں پیدا ہوا ہے اور کوئی سرد ملک میں ۔ کوئی ایسے ملک میں جو آزاد ہے ۔ کوئی ایسے ملک میں جو غیر قوم کے تابع ہے ان حالتوں میں گرمی اور سردی ۔ آزادی اور محکومی کا اثر ان اشخاص کی زندگی کو خاص خاص حدوں میں محدود کر دے گا ۔ مگر ان حدوں کے اندر ان کو ترقی یا تنزل کا پورا اختیار ہے - ایک اور مثال اس کی شطرنج کا کھیل ہے - کھیلنے والا چند قواعد کا پابند ہے اور ان قواعد کی حد کے باہر نہیں جا سکتا ۔ مگر قواعد کی حد کے اندر اس کو اپنی ذکاوت سے بازی جیتنے کا پورا حق حاصل ہے ۔ جبر بھی ہے اور اختیار بھی ۔ اور دونوں کے لئے حدود مقرر ہیں - یہ ہے مسئلہ جبر و اختیار کا حل جو ہندوستانی حکمات نے دنیا کے روبرو پیش کیا ہے -

آوا گون یا تناسخ کی بنا پر حکمائے ہند نے وجود انسانی کے ایک دلچسپ مگر نہایت دقیق عقدے کے حل کرنے کی کوشش کی ہے - یہ مسئلہ ہے بجائے خود نہایت پرمغز اور

معنی خیز* اور غالباً اسي وجه سے دوسرے مذاهب میں بهي کبهي کبهي اس کا تذکرہ سنا جاتا هے - اسلام کے بہتر فرقوں میں ایک فرقه متناسخیه بهي تها جس کي نسبت صاحب غیاث اللغات لکھتے هیں کہ "متناسخیه گویند چون جان از قالب بر آید رواست کہ در کالبد دیگرے در آید" - [غیاث اللغات مطبوعه منشي گلاب سنگه ۱۸۹۱ صفحه ۴۹۲] - ملک شام کے موجودہ اسلامی فرقوں میں نصیري اور دروز تناسخ میں اعتقاد رکھتے هیں [2] -

مولانا روم کے مشہور اشعار هیں —

آمدہ اول به اقلیم جماد
وز جمادي در نباتی اوفتاد
سالها اندر نباتي عمر کرد
وز جمادي یاد ناورد از نبرد
وز نباتي چون به حیوان اوفتاد
نامدش حال نباتی هیچ یاد
جز همان میلے کہ دارد سوے آن
خاصه در وقت بهار ضیمران
همچو میل کودکان با مادران
سر میل خود نداند در لبان

---

* (1) Taylor: Primitive Culture, vol. II, p. 15. Fourth edition. 1903. (Murray).

(2) Henri Lammens: Islam, pp. 168 and 172 (Methuen).

همچنین اقلیم تا اقلیم رفت
تا شد اکنون عاقل و دانا و زفت

(سوانح مولانا روم مولفہ مولانا شبلی نعمانی صفحہ ۲۰۰)

ایک اور جگہ فرماتے ھیں :

تو ازان روزے کہ در ھست آمدی
آتشی یا خاک یا بادی بدی
گر بدان حالت ترا بودی بقا
کے رسیدی مر ترا این ارتقا
از مبدل ھستی اول نماند
ھستی دیگر بجاے او نشاند
همچنین تا صد ھزاران ھستھا
بعد یک دیگر دوم بہ از ابتدا

(سوانح مولانا روم مولفہ مولانا شبلی نعمانی صفحہ ۱۵۶)

ایک اور شعر بھی آپ کی طرف منسوب کیا جاتا ھے --

ھم چو سبزہ بارھا روئیدہ ام
ھفت صد ھفتاد قالب دیدہ ام

فارسی کا ایک دوسرا شاعر ابن یمین کھتا ھے --

زدم از کتم عدم خیمہ بہ صحراے وجود
از جمادی بہ نباتی سفرے کردم و رفت
بعد ازانم کشش نفس بہ حیوانی برد
چون رسیدم بوے از وے گزرے کردم و رفت

بعد ازان در صدف سینۂ انسان بہ صفا
قطرۂ هستی خود را گهرے کردم و رفت
با ملائک پس ازان صومعہ قدسي را
گرد برگشتم و نیکو نطرے کردم و رفت
بعد ازان رہ سوے او بردم وچون ابن یمین
همہ او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت
(شعرالعجم مصنفہ مولانا شبلی نعمانی حصہ دوم صفحہ ۳۰۲)

میں یہ نہیں کہتا کہ ان بزرگوں نے تناسخ کے مسئلہ کو بالکل اسي طرح مان لیا تھا جس طرح کہ هندوؤں کا آوا گون کا عقیدہ هے، مگر یہ کہنا هٹ دهرمي هے کہ ان اشعار میں اس مسئلہ کي جهلک نہیں دکهائي دیتي - انیسویں صدي میں بعض فرنگي حکما کا رجحان اس طرف تها، اور تهیاسوفسٹ گروہ نے تو آوا گون کے مسئلہ کو ري انکارنیشن (Re-incarnation) کے نام سے اپنے عقائد میں شامل کر لیا هے -

اس جگہ شاید یہ ظاهر کر دینا بهی مناسب هوگا کہ گو هندو مختلف دیوي دیوتاؤں کو پوجتے هیں لیکن ان کو مشرک سمجهنا غلطي هے - ویدوں میں ایک رشي نے کہا هے " ایک هستي هے جس کو لوگ مختلف طریقوں سے بیان کرتے هیں - کوئي آگنی کہتا هے، کوئي یم، کوئي ماتَرِشون " - کوئي هندو ایک سے زیادہ خدا کو نہیں مانتا - اُسے کسي نام سے پکارئے، ایشور کہئے یا بهگوان کہئے یا پرماتما کہئے، وہ ایک هي هے اور اس کا کوئي شریک نہیں

ھے - جاھل سے جاھل گنوار سے بھی آپ پوچھئے تو وہ یہی کہےگا دیوی دیوتاؤں کو وہ مانتا ھے ، اوتاروں کی کتھائیں سنتا ھے ، کانوں میں پیپل کے درخت کے نیچے پتھروں کو پوجتا ھے ، مگر وہ خوب سمجھتا ھے کہ دیوی دیوتاؤں سے اوتاروں اور پتھر کے ٹکڑوں سے الگ اور پرے ایک ھستی ھے جو سب سے افضل ھے ، جس نے ان سب کو پیدا کیا ھے ، جس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں ، جو دماغ میں نہیں سما سکتی ، اور جس کی ھر شخص اپنے اپنے طریقہ سے پرستش کرتا ھے - ایکم برھمیوادویتیم एकं ब्रह्मैवाद्वितीयम् مشہور اور قدیم مقولہ ھے - اس کے معنی ٹھیک وھی جو الا اللّٰہ کے ھیں ، یعنی برھم ایک ھے دوسرا نہیں - پنڈت بشن نراین در صاحب مرحوم کے ذھن میں غالباً یہی خیال تھا جب انھوں نے اپنی نظم " عظمت ھند " میں یہ شعر کہا تھا —

هم مقدم هیں خبر هم کو مؤخر کی بھی
جب کہ قرآن نہ تھا حافظ قرآن هم تھے

شاید یہ کہا جائے کہ ھندؤوں کے یہاں مختلف دیوی دیوتاؤں کی پوجا کا رواج ھے اور وہ بتوں کو پوجتے ھیں - اس طرح کے توھمات ھر مذھب کے پیرووں میں پائے جاتے ھیں - اسلام نے توحید کی کس سختی سے ساتھ تاکید کی تھی ، تاھم مسلمانوں میں قبر پرستی اور پیر پرستی کا رواج ھے ، اور ایسی رسمیں رائج ھیں جن کو مسلمان

علما بدعت سے تعبیر کرتے ھیں اور جن کي مخالفت نجد کے وھابي اس زور شور سے کر رھے ھیں - مسلمانوں میں ایک فرقہ نصیریوں کا ھے جو حضرت علی کو خدا مانتا ھے - فرنگستان کے عسائیوں کے عقائد کي بنیاد تثلیث پر ھے ' اور یونی‌تیرین (Unitarian) فرقہ کے معدودے چند ممبر عیسائی کلیسا سے خارج سمجھے جاتے ھیں - رومن کیتھولک مذھب والوں کے گرجاؤں میں برابر تصویریں رکھي جاتی ھیں اور ان کے یہاں Saints یعني پیروں کي پرستش ھوتي ھے ' تاھم عسائیوں کو کوئي مشرک نہیں کہتا -

دوسرا اھم مسئلہ جو ھندو مذھب سے وابستہ ھے ورن آشرم یا ذات کي تفریق کا ھے جس کو انگریزي میں کاسٹ سستم (Caste System) کہتے ھیں - غالباً شروع میں قومي غرور کي بنا پر یہ تفریق پیدا ھوئي ھوگي جس طرح آج جنوبي افریقہ اور امریکا میں اھل فرنگ حبشیوں سے نفرت کرتے ھیں اور ان سے الگ رھتے ھیں - اسي طرح ھندوستان میں فاتح کي حیثیت سے داخل ھوکر آریوں نے بھي اپني نخوت اور تکبر کا اظہار غیر آریہ مفتوح قوموں کے مقابلہ میں کیا ھوگا - یہ تفریق کا پہلا زینہ تھا - اس کے بعد قوم کے فرق سے گزرکر آریوں میں مختلف پیشہ والوں کي مختلف ذاتیں قائم ھو گئیں - پہلے پہل چار ذاتیں برھمن ' چھتري ' ویش ' شودر کے نام سے قائم ھوئیں - اس کے بعد ذاتوں کي تعداد اس قدر بڑھی کہ آج ان کا شمار کرنا بھي مشکل ھے - اگر ایک ذات کے لوگ کسي

وجه سے اپنی آبائی سکونت چھوڑ کر کسی نئی جگه جا بسے تو بس ان کی ایک نئی ذات قائم هوئی اور اس گروہ نے اپنے تئیں اس ذات کے پرانے گروہ سے الگ کر لیا - هندؤوں کا سوشل نظام ذاتوں کا ایک گورکھ دھندا هے جس کے بدیهی دو اصول هیں - ایک یه کہ شادی ذات کے باهر نہیں هو سکتی، اور دوسرے یه کہ ایک ذات کا آدمی دوسری ذات والے کے ساتھ کھانے پینے سے پرهیز کرتا هے، حتی کہ بعض ذاتیں ایسی هیں جو اچھوت کہلاتی هیں اور جن کو وہ لوگ جو اپنے تئیں بزعم خود اونچی ذات والا سمجھتے هیں چھونے سے بھی پرهیز کرتے هیں - یه تفریق موروثی هے - نیچی ذات والا چاهے کیسا هی قابل اور نیک کردار کیوں نہ هو کبھی اونچی ذات میں ترقی نہیں پا سکتا، اور اونچی ذات والا کیسا هی بدکردار کیوں نہ هو اپنی ذات سے نیچے نہیں گرایا جا سکتا - کہا جاتا هے کہ اس تفریق کے روحانی اسباب هیں جس طرح دنیا میں ذهن، محنت اور تجربه سے انسان درجه به درجه ترقی کر سکتا هے اور چھوٹے درجے سے اونچے درجے پر پہونچ سکتا هے اسی طرح روح آوا گون کے سلسله میں ذاتوں کے مختلف مدارج طے کر سکتی هے - مثلاً جو روح غیر مهذب اور غیر تربیت یافته هوگی وہ پہلے شودروں کی نیچی ذات میں پیدا هوگی - اگر اس زندگی میں اس نے اچھے کرم کئے تو اس کا دوسرا جنم کسی اونچی ذات میں هوگا، اور اسی طرح رفته رفته اس کو ترقی کا موقع ملےگا - مگر مشکل یه هے کہ اگر اقوال اور افعال

کي میزان میں تولي جائیں تو بہت سي برهملوں کی روحیں شودروں سے بدتر اور بہت سي شودروں کي روحیں برهملوں سے برتر نظر آویں‌گي - کیا اس کے یہ معلي هیں کہ عالم ارواح میں ایسي پریشاني اور برهمي پیدا هو گئي هے کہ روحیں اپلي قابلیت اور لیاقت کے مطابق اونچي نیچي ذاتوں میں جلم نہیں پاتیں ؟ اگر ایسا هے تو ذات کي تفریق کی روحاني بلیاد قائم نہیں رهتي ، اور نہ دنیا کا سوشل نظام ذاتوں کي تفریق پر قائم رہ سکتا هے -

اس ذات کي تفریق کا هندو قوم پر جو اثر هوا وہ ظاهر هے - نہ صرف یہ کہ اس کي بلیاد سراسر ناانصافي پر هے ، بلکہ اس کی وجہ سے هندؤں کا شیرازہ بالکل بکھر گیا هے ، اور هندو قوم پاشاں و پریشاں هو گئي هے - اتفاق اور یکجہتي ، مل‌کر کام کرنے کي قوت ، ان میں زائل هو گئي هے ، اور ان کي هزاروں برس کي تاریخ میں قدم قدم پر هندؤں کے سوشل نظام کي کمزوري محسوس هوتي هے -

تیسرا اصول آشرم دهرم کا هے - آشرم چار قائم کئے گئے هیں - اول برهمہ چرج یا طالب علمي کا زمانہ - اس زمانہ میں طالب علم کا فرض تها کہ گرو کے یہاں رہ کر تعلیم حاصل کرے - اس کے بعد درسرا آشرم گرهستي یا خانہ‌داري کا تها جب کہ طالب علم تعلیم ختم کرکے شادی کرتا تها اور دنیادار کي حیثیت سے زندگي بسر کرتا تها - بڑهاپا آنے پر گهر بار چهوڑ کر وہ تیسرے آشرم میں داخل هوتا تها اور وان پرستهہ کہلاتا تها - وان پرستهہ کا فرض تها کہ امور دنیوي سے کنارہ

کشي کرکے اپنا وقت روحاني رياضت میں صرف کرے -
آخری درجہ کا نام سنیاس ہے ' اور سنیاسي دنیا کے تمام
تعلقات سے بری سمجھا جاتا ہے - یہ کہنا مشکل ہے کہ
کوئی زمانہ ایسا تھا کہ جب کل ہندو قوم یا ہندو قوم کا
بڑا حصہ اس آشرم دھرم کا پابند تھا ' لیکن اس سے یہ ضرور
معلوم ہوتا ہے کہ قوم کے رہبروں اور پیشواؤں نے کس طرح
کا آئیڈیل یعني معیار قوم کي رہنمائي کے واسطے بنایا تھا
اور فرائض انساني کي تعین اور تنظیم کیسے اچھے اصولوں
پر کي تھي - جاننے والے جانتے ہیں کہ اب آشرم دھرم کي
پابندي یا تو ہوتي ہي نہیں یا نام کے واسطے ہوتي ہے -
لڑکوں کا جنیو ضرور کیا جاتا ہے ' مگر محض ادائے رسم کے
واسطے - برہم چرج کے اصول کي پیروي نام کو بھی نہیں
ہوتي - بچپن میں شادیاں کر دي جاتي ہیں اور طالب علم
بننے سے پہلے لڑکا دنیادار بن جاتا ہے - سنیاسیوں کے گروہ
لاکھوں کي تعداد میں موجود ہیں ، مگر ان میں ہزار میں
سے شاید ایک بھي دنیا سے بے تعلق نہیں - مہنت ہیں ،
جاگیردار ہیں ، گدی نشین ہیں ، عیش و آرام سے زندگي بسر
کرتے ہیں ' فسق و فجور میں مبتلا ہیں - اگر ان کا سوسائٹي
پر کوئي اثر ہے تو یہ کہ دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں - ہاں ،
ایک بات ضرور ہے ، اور یہ غالباً اسي آشرم دھرم کي تلقین
کا اثر ہے جو ہندوؤں کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے
کہ باوجود ریاکاري کي کثرت کے اب بھي امیر سے امیر اور
اونچے سے اونچے طبقے میں کبھي کبھي ایسے لوگ نکل

آتے هیں جو دنیاوي تعلقات کو ٹھوکر مار کے سچے اور صحیح معنوں میں فقیرانہ زندگي اختیار کر لیتے هیں - یہ بات اهل فرنگ کے لئے غالباً ممکن نہیں -

چوتھا اصول جس پر هندؤوں کا اعتقاد هے اور جس پر، سب کا نہیں، تو بہت سے هندؤوں کا عمل هے وہ اهنسا هے - هنسا کے معني هیں ایذا پہونچانا یا قتل کرنا ۔ اور اهنسا کے اصول کي تلقین یہ هے کہ کسي جاندار کو ایذا نہ پہونچائي جاے - جین مت والے اس اصول کو سب سے زیادہ مانتے هیں - هندؤوں میں کروروں آدمي غالباً ایسے هیں جو گوشت کھانا گناہ سمجھتے هیں - ویدوں کے زمانہ میں قرباني کا بہت رواج تھا ، مگر بودھ مت اور جین مت کے اثر نے اس کو رفتہ رفتہ بہت کم کر دیا - هندؤوں کے بعض فرقوں میں قرباني اب بھي جزو مذهب سمجھي جاتي هے، مگر هندو عام طور سے خصوصاً برهمن اور ویش قرباني اور هنسا سے پرهیز کرتے هیں ، اور ان کو برا سمجھتے هیں - گوشت خوار فرقوں میں بھي گوشت نہ کھانا افضل سمجھا جاتا هے ، اور ان میں بھي جن لوگوں کا رجحان مذهب کي طرف زیادہ هوتا هے وہ گوشت کھانا چھوڑ دیتے هیں - بعض لوگ اهنسا کي پابندي میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کرتے هیں - سنا جاتا هے کہ مغربي هندوستان میں اهنسا کے ایسے پابند بھي هیں جو کھٹملوں کو نہیں مارتے ، مگر رات کو اپنے تئیں ایذا سے بچانے کے لئے یہ التزام کرتے هیں کہ دن کو مزدوروں کو اجرت دیکر چارپائیوں پر سلاتے هیں - کھٹمل ان

کا خون پي کر سیر هو جاتے هیں اور رات کو چارپائیوں کے مالکوں کو نہیں کاٹتے - گیتا میں کرشن جي کي تعلیم کچھ اور ھے - وہ فرماتے هیں کہ هر شخص کا دھرم اس کے لئے مقرر ھے، کسی شخص کو اپنا دھرم چھوڑ کر دوسرے کا دھرم نہ اختیار کرنا چاھئے - اور وہ ارجن کو جنگ کرنے کي ترغیب اس بنا پر دیتے هیں کہ ارجن چھتری ھے اور حق کے واسطے لڑنا اور اپنے مخالسین کو قتل کرنا چھتري کا دھرم ھے - مجھے یاد آتا ھے کہ ایک مرتبہ اس مسئلہ کے متعلق داکٹر اینی بسنت سے کسي نے بنارس میں یہ سوال کیا کہ شیر کو مارنا چاھئے یا نہیں - انھوں نے جواب دیا کہ تم گرھست ھو، اور ایسے موذي جانوروں کو قتل کرنا تمہارا فرض ھے، میں سنیاسي ھوں اور میرے یہاں سانپ تک کو مارنا منع ھے، مگر گرھست کا دھرم سنیاس کے دھرم سے الگ ھے - یہ بالکل صحیح ھے اور اگر یہ اصول مد نظر رکھا جے تو اکثر غلط فہمیاں رفع ھو جائیں - میرے خیال میں هندؤوں کے رسم و رواج میں بعض خرابیاں اس وجہ سے پیدا ھو گئي هیں کہ گرھستوں کی زندگي میں سنیاس کے اصول داخل کر دئے جاتے هیں اور دنیاداروں کا طریق عمل درویشوں کے معیار سے جانچا جاتا ھے -

ھر اصول، ھر عقیدے، ھر انساني فعل کے واسطے لازم ھے کہ اس کا نفاذ حدود مقررہ کے اندر ھو، اور اس کي پابندي میں ایسا مبالغہ نہ کیا جاے جو عقل سلیم کے خلاف ھو، یا جو اصول کے مغز کو چھوڑ کر محض ظاھري نمائش کو

اپنا مسلک قرار دے - اهنسا کا اصول عمدہ هے ' مگر کسي اصول کي پابندي میں اس طرح کا مبالغہ کرنا همیشہ ضرر رساں هے ' کیونکہ ایسا کرنے سے اُس میزان تہذیب میں فرق آ جاتا هے جس کے قیام پر انساني تمدن کا دار و مدار هے - انساني تمدن مختلف اصول اور اعمال کا مجموعہ هے - هر اصول اور عمل اپني اپني جگہ پر صحیح هے ' مگر جب اپني جگہ سے گذر جاتا هے تو کل مجموعہ کو پریشان کرکے تمدن اور تہذیب کو بگاڑ دیتا هے -

هندو مذهب کا ایک اور نمایاں اصول رواداري یا ٹالریشن هے - هندؤں کا عقیدہ هے کہ راستے مختلف هیں مگر منزل ایک هے - انسانوں کے مختلف گروہ مختلف طریقوں کو اختیار کرتے هیں ' مگر غرض و غایت سب کي ایک هے - عیسیٰ بدین خود موسیٰ بدین خود - خدا خالق کائنات هے - اس کا لطف و کرم اپنے سب بندوں پر هونا چاهئے - آفتاب کي حرارت ' چاندني کي ٹھنڈک ' موسموں کا تغیر ' کسي خاص گروہ کے لئے مخصوص نہیں - هاں ' یہ هو سکتا هے کہ کسي باغ کي آرائش گلاب اور چنبیلي سے هو ' اور کسي کي گل داؤدي اور گل نیلوفر سے - کہیں انگور اور انار پیدا هوں ' اور کہیں آم اور انجیر - لیکن یہ بات هندؤں کي سمجھ میں نہیں آتي کہ خلاق عالم کسي ایک قوم کو ایک خاص مذهب کي تلقین کرے اور باقي اقوام کو کفر و جہالت میں مبتلا رکھے ' اور پھر ان کے واسطے اس کفر و جہالت کي سزا مقرر کرے - گیتا میں لکھا هے "جو لوگ جس طرح میرے پاس

آتے هیں میں اسي طرح ان سے ملتا هوں - اے ارجن ' مَنُش لوگ هر طرح میرے راستے پر آتے هیں " - تاریخ عالم اس بات کي شاهد هے کہ مذهب کي بنا پر دنیا میں جس قدر کشت و خون هوا هے شاید هي کسی اور وجہ سے هوا هو - فرنگستان میں کیتھولک اور پروتستنٹ کے جھگڑے صدیوں تک قائم رهے ' بادشاهوں میں جنگ و جدل هوئي ' صوبے کے صوبے اور ملک کے ملک ویران کئے گئے ' پروتستنٹ کو کیتھولک جلاتے تھے ' اور کیتھولک کو پروتستنٹ طرح طرح کي ایذائیں پہونچاتے تھے - اسلام میں بھي مذهبي عقائد کی بنا پر کافي خونریزي هوئی هے - سنی اور شیعہ ' اشاعرہ اور معتزلہ کے جھگڑوں سے کون واقف نہیں ؟ مگر هندؤوں نے ان باتوں کو روا نہیں رکھا - یہ تو کہنا مشکل هے کہ کسي ذي اثر فرقہ نے یا کسي ذي اثر حاکم نے کبھي اور کسي حالت میں اپنے اثر یا اپنی طاقت کا بیجا استعمال نہیں کیا ' لیکن اگر ایسا هوا بھي تو اتنا کم کہ نہ هونے کے برابر هے - اور هندؤوں کا یہ فخر بجا هے کہ انہوں نے مذهبي اختلاف کي بنا پر کبھی خونریزي نہیں کي - آج کل بھي هندو مسلمانوں کے جو قضئے سننے میں آتے هیں اگر جرح و قدح کیجئے تو معلوم هوگا کہ وہ مذهب کے جھگڑے نہیں هیں ' بلکہ ان کي تہ میں قومي نخوت اور تکبر یا کوئي سیاسي حکمت کام کر رهی هے - مذهب کي بنا پر سختي اور جبر تو اس وقت هوتا هے جب کسي خاص مذهب کے پیرو اس بات پر تُل جاتے هیں کہ ایک

انہیں کا مذهب خدا تک پہونچنے کا ذریعہ هے ' اور صرف وهي راز الهي کے امین هیں - جو لوگ ان عقائد سے هٹے هوئے هیں وہ خدا سے هٹے هوئے هیں' اور اس لئے سزا کے قابل هیں - جہاں تک عقائد مذهبی کا تعلق هے هندؤوں کے یہاں پوری آزادي هے' اور وہ عقائد کے اختلاف کي وجہ سے کسي کو گردن زدنی نہیں سمجھتے - انہوں نے محض نمائش کے لئے نہیں بلکہ در حقیقت' محض دماغ سے نہیں بلکہ دل سے ' اس مفہوم کو سمجھا هے -

زمانہ بھر میں هے اس کا جلوہ کبھي کسی جا کبھي کسي جا
وهي هے کاشي کے مندروں میں وهی دیار حجاز میں هے

میں اس سے پہلے کہ آیا هوں کہ آوا گون کا عقیدہ هندو مذهب کا جزو اعظم هے - جس وقت تک دنیا سے تعلق قائم هے هر روح اپنے اعمال کے مطابق بار بار پیدا هوتي رهےگي' اور جس وقت تک یہ سلسلہ قائم هے اس کو نجات ابدي حاصل نہیں هو سکتي - نجات یا مکتي کے یہ معني هیں کہ آوا گون کا سلسلہ توت جاے' اور روح یا جیو آتما اس قید سے آزاد هو جاے - نجات حاصل کرنے کے تین خاص راستے هیں' ایک کرم' دوسرے گیان' تیسرے بھکتي - هندؤوں کي پرانی کتابوں میں یگ اور قرباني کا ذکر آتا هے' جس سے معلوم هوتا هے کہ یگ کي مذهبي رسم آریوں سے مخصوص تھي اور وہ اس کو اپنے دنیاوي اور روحاني مقاصد کے حصول کے واسطے ضروری اور اهم خیال کرتے تھے - کرم یا کرم کانڈ کے راستہ سے یہ مراد هے کہ مذهب نے جو طریقے پوجا پاتھ یگ یا قرباني کے مقرر

کر دئے هیں اور جو قواعد زندگی بسر کرنے کے لئے منضبط کر دئے هیں ان کی پابندي کي جائے - سندهیا ، ترپن ، تیرتهہ یاترا ، مرنے جینے کے سنسکار سب اس میں شامل هیں - اس اصول کے مطابق اخلاق اور دهرم کا جو دستور العمل پیشوایان دین کي طرف سے کتب متدسه میں مترر کر دیا گیا هے اس کي پابندی هر انسان پر لازم هے - اور یهي برکات دنیاوی اور نجات روح کا وسیله هے - هر مذهب کي تاریخ سے معلوم هوتا هے اور قیاس بتاتا هے کہ آریوں کے مذهبي ارتتاء میں بهي ایک زمانه وہ آیا هوگا کہ جب اعتتاد میں ضعف آ گیا هوگا اور پوجا اور یگ خلوص دل سے نهیں بلکہ محض نمائش یا پابندی رواج کے واسطے کئے جاتے هوں گے ' آمد آورد سے بدل گئي هوگي اور فرائض مذهبي پر تصنع کا رنگ چڑھ گیا هوگا - اس وقت یه کہا گیا کہ کرم کانڈ کا طریقه ناقص هے اور اصلیت سے دور - انساني کمزوریوں کي بنا اودیا یا ناواقفیت هے - هم دیکهتے هیں کہ انسان اصلیت کي طرف سے بے پروا هے اور دنیا کي حرص و هوا میں مبتلا - فاني اور غیر فاني میں تمیز کرنا اس کے لئے مشکل هے - وہ نفس امارہ کی اطاعت میں منہمک هے اور جو چیز کہ ابدی اور لازوال هے اس کي فکر نهیں کرتا - یه سب اس وجه سے هوتا هے کہ انسان ناواقف اور جاهل هے - اس کي دوا یه هے کہ وہ گیان یعنی حتیتت کا علم حاصل کرے - گیان کے حاصل کرنے کا ایک طریته یوگ هے جس کا چرچا اور رواج هندوستان میں عرصه سے هے - یه طریته کرم کانڈ کی پابندیوں سے الگ

ہے اور اس کا خاص جزو ریاضت ہے، جس کا علم اور جس کا عمل یوگیوں ہي سے حاصل ہو سکتا ہے - یوگي مذهب کي ظاهری نمائش اور رسم و رواج کي پروا نہیں کرتا - وہ علم لدني اور رموز روحانی کا متلاشی ہے کیونکہ اسی علم و عمل کو ذریعۂ نجات سمجھتا ہے - یوگیوں کے متعلق بہت سي روایتیں مشہور هیں، کوئي هوا پر اُڑتا ہے، کوئي بغیر کھائے پئے صدیوں زندہ رهتا ہے، کوئي جب چاهتا ہے نظروں سے غائب هو جاتا ہے، اور جب چاهتا ہے ظاهر هو جاتا ہے، وقت اس کے قابو میں ہے اور بُعد منزل کي اس کے سامنے کوئي حقیقت نہیں - مگر یہ سب معجزے اور کرشمے جو عوام کو حیرت میں ڈال دیتے هیں سچے اور حقیقتي یوگي کے سامنے بازیگر کے تماشے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے - اس کي ریاضت کا مآل ہے آوا گون سے آزاد هوکر نجات ابدي حاصل کرنا - دوران ریاضت میں اگر اس کو یہ حیرت انگیز قوتیں حاصل هو جاتي هیں تو هوں، وہ ان سفلی جھگڑوں میں پڑکر اپنے مقصد اعلیٰ کو نظر انداز نہیں کرتا، اور اپني تمام کوشش اور همت اسي مقصد کے حصول میں صرف کرتا ہے - یوگ کے متعلق دو باتیں اور کہي جاتی هیں، اول یہ کہ یوگ کي راہ بہت کٹھن ہے اور اس میں قدم قدم پر غلطی اور لغزش کا اندیشہ ہے، لہذا کامیابی کی پہلي شرط یہ ہے کہ سچے اور کامل مرشد کي تلاش کی جائے اور ریاضت کے مدارج مرشد کے قدموں کے نیچے طے کئے جائیں - دوسرے یہ کہ چونکہ یوگی کو فوق العادۃ طاقتیں حاصل هو جاتي هیں جن کا نامناسب استعمال سوسائٹي کے واسطے

ضرر رساں ھے ' اس لئے مرشد کو چاھئے کہ کسی کو چیلا بنانے سے پہلے اچھي طرح اس کی جانچ پرتال کر لے اور چیلا اسي کو بناوے جس کو اس کا اھل سمجھے۔ جس طرح ھم دنیا میں روز دیکھتے ھیں کہ ایک شخص پہلوان ھے مگر وہ اپني جسمانی قوت کا استعمال ناجائز کرتا ھے ' غریبوں اور کمزوروں کو دھمکاتا ھے ' اور ان پر ظلم کرتا ھے - یا کسی شخص کا ذھن نہایت رسا ھے ' مگر وہ اس کو اچھے کام میں لگانے کی جگہ اس سے جعل اور فریب کے مقدمے تیار کرتا ھے۔ اسی طرح اگر یوگی کا اخلاق اعلیٰ نہیں ھے اور نفس امارہ اس کے قابو میں نہیں ھے ' تو وہ یوگ سے حاصل کي ھوئي طاقتوں کا ناجائز استعمال کرےگا ' خلق الله کو اذیت پہونچائےگا اور اپني روح کو تباہ کرےگا - اسي لئے گرو پر چیلے کي اھلیت کا امتحان لازمي کر دیا گیا ھے -

ان کے علاوہ تیسرا راستہ بھکتي کا ھے - اس میں نہ پوجا پاٹھ کي پابندي ھے ' نہ ریاضت کي ضرورت ' محض عشق الٰهي کافي ھے - اگر عاشق صادق ھے تو محض اس کا عشق اس کي نجات کے واسطے کافي ھے - گیتا میں بھکتي کي تعلیم و تلقین ھے ' اور ازمنہ وسطیٰ میں بنگال ' مہراشٹر اور شمالي ھندوستان ' میں جتنے ویشنو مہنت ھوئے ' مثلاً رامانند ' کبیر ' نانک ' چیتن ' تکارام ' وغیرہ ' ان سب نے بڑے زور شور سے بھکتي کي ' تلقین کي اور سچے بھکتوں کي پریم کے بھاؤ یعني محبت کے کیف کو یوگ کي ریاضت اور کرم کي پابندیوں سے افضل اور بارگاہ ایزدي میں مقبول‌تر بتایا -

بھکتي کا مطلب محض زبان سے نہیں سمجھایا جا سکتا٠ کیونکہ وہ محویت اور وہ انبساط، وہ کیف اور وہ سرور

آن شرح ندارد کہ بہ گفتار در آید

یہ کافي نہیں کہ انسان بھکتي کی ماہیت کو منطق کے دلائل اور دماغ کي قوت سے سمجھ جائے٠ بلکہ ضرورت اس بات کي ہے کہ پریم اور محبت کے ولولہ اور جوش کو وہ اپنے جذبات دلي اور واردات قلبیہ میں اس طرح تبدیل کرلے کہ دونوں میں کوئي فرق نہ باقي رہے، اور کسی کي تعلیم و تلقین سے نہیں بلکہ اپنے ذاتي تجربہ سے عشق الہي کي حقیقت اس پر روشن ہو جائے - یہي وہ کیفیت ہے جس کا نام ہندؤوں نے جیون مکت رکھا ہے - یہي وہ کیفیت ہے جس کے متعلق فارسی کا اُستاد کہ گیا ہے —

آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

یہي وہ آنند یعنی سرور کي حالت ہے جس کو ایک عیسائي درویش نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے —

Peace that passeth understanding,

یعني آتما کی وہ شانتي اور وہ سکون قلب جو ادراک انساني سے بالاتر ہے - جس نے یہ پا لیا اس نے سب کچھ پا لیا - اس کو نہ پوجا پاٹھ کي ضرورت ہے، نہ نماز روزہ کي - یوگ اور ریاضت اس کے لئے تحصیل حاصل ہے، اور ویدوں اور شاستروں کي تعلیم قطعي بے ضرورت - کیا عجب ہے کہ مولوي معنوي نے اسي کیفیت کو سمجھا ہو اور اسي کي طرف اشارہ کیا ہو؟

من ز قرآن مغز را برداشتم

استخوان پیش سگاں انداختم

بے شک مغز کے حصول کے بعد درویش استخواں سے بے نیاز
ہو جاتا ہے - اسي سلسله میں مایا کا ذکر کر دینا بھي لازم ہے -
مایا کے معنی ہیں دھوکا - بہت سے ہندؤوں کا عقیدہ ہے کہ روح
اور خدا، جیو آتما اور پرماتما اصل میں ایک ہیں - دنیا محض
فاني هي نہیں ہے بلکہ ایک دھوکا ہے جو جیو آتما کو پرماتما سے الگ
کرتا ہے - جس طرح قطرہ دریا سے الگ ہوکر دریا کو بھول جاتا ہے
اور خودي کے گھمنڈ میں اپنی چھوٹي سي ہستي پر ناز کرنے
لگتا ہے، اور اسي کو سب کچھ، سمجھتا ہے۔ اسي طرح جیو آتما
یا روح برهمه یا خدا سے جدا ہو کر اپني اصلیت کو بھول جاتي ہے
اور مایا کے جال میں پڑ کر جو چیز فاني ہے۔ جس چیز کي
کوئی اصلیت نہیں ہے اس کو غیر فاني اور اصلي سمجھنے لگتي
ہے - اس ناواقفیت اور جہالت کو دور کرنے کے لئے ضرورت ہے گیان
یا حقیقت کے علم کي - گیان کے حاصل ہونے کے بعد مایا کا
پردہ اُٹھ جاتا ہے، اور حقیقت آشکارا ہو جاتي ہے - اسی گیان
کے حاصل کرنے کے لئے کوئي پوجا پاٹھ کرتا ہے۔ کوئي کتابیں
پڑھتا ہے، کوئي ریاضت کرتا ہے۔ مآل ہر ایک کا وهي ہے۔ یعني
مایا کے پردہ کو ہٹا کر برهمه گیان یاحقیقت کے راز سے آگاهي حاصل
کرنا اور جیو آتما کو مایا کے دھوکے سے آزاد کرکے پرماتما میں
ملا دینا - اسي کا نام نجات ہے۔ اور اسي کا نام مکتی ہے - ع

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا -

کبیر صاحب کے حالات

گیارھویں صدي عیسوي میں جنوبي هندوستان میں ایک بزرگ رامانج نامي هوئے هیں - یه ترچناپلي کے قریب سري رنگم میں رهتے تھے - انهوں نے ویدانت سوتر کي شرح لکھي جو "سري بهاش" کے نام سے مشهور هے' اور شري سمپردائے کے نام سے ویشنووں کا ایک پنتھ چلایا جس کی بنیاد بھکتي پر هے اور جس میں شریک هونے کی عوام کو دعوت دي گئي - ذات کي تفریق تو توت نه سکي مگر رامانج نے یه ضرور کها که نجات کا راسته نیچ ذات والوں کے واسطے بھي اُسي طرح کھلا هوا هے جس طرح اونچي ذات والوں کے واسطے - روحانی معاملات میں وہ بخل کرنے کے قطعي خلاف تھے - بھکت مال میں لکھا هے که "جو اُپکار جگت کے واسطے سوامي رامانج نے کئے تحریر سے باهر هیں - یه مرکوز خاطر رهتا تھا که کسي طرح آدمي بھگوت کے سَنمُکھ هووے - چنانچه جب ان کے گُرو نے شرناگتي منتر اُپدیش کیا اور یه هدایت فرمائي که یه منتر جو کوئي سنتا هے پھر اس کو جنم نهیں هوتا - تم کسي سے اس منتر کو نه کهنا - تب سوامي جی نے یه سمجھا که مجھ کو اگر گناه عدم تعمیل گُرو کا هووے تو عذاب دوزخ گوارا هے' لیکن کسی طرح اس جهان کا بھلا هو - اس واسطے منتر مذکور به آواز بلند لوگوں کو سنایا" - [بھکت مال صفحه ۴۹] - اس سے معلوم

ہوتا ہے کہ مذہبي معاملات میں وہ فراخ دل تھے اور ان کے خیالات اور ان کا راستہ عام ہندؤوں سے الگ تھا -

گرو چیلے کے سلسلہ کا حساب لگایا جاے تو رامانج کے بعد پانچویں پیڑھي میں رامانند پیدا ہوئے - ان کا زمانہ چودھویں صدي عیسوي کا اختتام اور پندرہویں صدي کا آغاز ہے - ان کي نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک عرصہ تک تیرتھ یاترا کرنے کے بعد جب گرو کي خدمت میں واپس آئے تو ان کے ہم‌مذہبوں کو شک ہوا کہ سفر کے زمانے میں کھانے پینے کے وہ قیود جن کو وہ دھرم کا جزو لاینفک سمجھتے تھے رامانند سے پورے طور سے نہیں نبھ سکے اس واسطے انھوں نے رامانند کو اپنے گروہ سے الگ کر دیا، اور رامانند نے اپني سمپرداے علحدہ چلائي اور " از روے شاستروں کے یہ ثابت کیا کہ جو شخص بھگوت سرن ہوکر بھگوت بھکتي اختیار کرے تو اس کي نسبت پابندي برن آشرم کي فضول ہے - اس واسطے یہ طریق جاري کیا کہ جو کوئي ہر چہار برن والا کسي سمپرداے میں بھگوت سرن ہوکر بھگوت بھکتي اختیار کرے سب خور و نوش شامل ہو کچھ خصوصیت برن یعني قوم کي نہ رہے - اگرچہ اس باب میں احکام کثیر پائے جاتے ہیں لیکن دو ایک کا ترجمہ لکھا جاتا ہے - نارد پنچراتر میں لکھا ہے کہ جس طرح باپ اور گرو کے گوت سے اس آدمي کا گوت مشہور ہوتا ہے اسي طرح بھگوت بھکتي اختیار کرنے سے اچت یعني بھگوت کا گوت ہو جاتا ہے - سو سب بھکت

باهمدگر بهائي هیں - اگست سنگهتا میں لکها هے کہ جس طرح
برهمچرج ' گرهست ' بان پرست ' سنیاس ' چار آشرم هیں ' اسی
طرح بهگوت بهکتي آشرم هے ' یعني سب بهگوت بهکت ایک قوم
هیں - بهاگوت میں لکها هے کہ جو برهمن سب اپنے کرموں میں
سمادهان هے لیکن بهکت نهیں اس سے کوئی نیچ قوم جو
بهکت هوے بهتر هے ' اور ایک تصدیق یہ بهي هے کہ بهگوت
نے بعد ختم هونے جگ راجہ جدهشتهر کے بالمیک نیچ قوم
کي بہ سبب بهگوت بهکتی کے سب برن آشرم والوں سے زیادہ
عزت کري اور خاص رسوئي راجہ جدهشتهر میں بٹهلاکر
دروپدي کے هاتهہ سے بهوجن کرایا - غرض اسي طرح کي بہت
گواهي هیں - سو یہ طریق جاري کردہ رامانند جي کا ان
اقوام میں جو کہ دنیادار هیں مروج نهیں ' اِلا جو قوم کہ
دنیا کو چهوڑکر کسي سمپردائے میں بهگوت سرن هوئي یعني
برکت هوئی ' ان میں اب تک مستعمل هے " - [بهکت مال
صفحہ ۵۳] - رامانند جي نے اپنا متهہ بنارس میں قائم کیا
تها اور ان کے مشهور چیلوں میں علاوہ برهمنوں کے ایک
مسلمان جولاهہ تها ' ایک جاٹ ' ایک چمار ' اور ایک نائي -
اب اس مسلمان جولاهہ کا حال سنئے -

کبیر داس کي زندگي کے سوانح کسي مستند اور معتبر
کتاب میں نهیں ملتے - چودهویں پندرهویں صدیوں کي
تاریخیں چاهے وہ کسي ملک کي هوں بادشاهوں کے حالات کے
اور ان کے جنگ و جدال کے کارناموں سے بهري پڑي هیں -
مؤرخ اکثر شاهي دربار سے وابستہ هوتے تهے ' قوم کے سوشل

حالات، تمدن کا ارتقا، مذاهب کا انقلاب، اِن باتوں کے سمجھنے اور لکھنے کی نہ ان کو فرصت تھی نہ لیاقت - میں تو کبیر کو خوش قسمت کہوں گا کہ ان کے زمانہ میں نہ سہی، ان کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد سہی، مگر "آئین اکبری" میں اُن کا ذکر ان الفاظ میں ملتا تو ہے —

"برخے بر آنکہ کبیر موحد آنجا آسودہ بسا حقائق از زبان گفت و کردار او امروز درمیان است از فراخی مشرب و بلندی نظر مسلمانان و هندو دوست داشتے و چون خامہ استخوان را پرداخت برهمن بسوختن روے آورد و مسلمان بگورستان بردن" - [آئین اکبری - جلد دوم - مطبوعہ نولکشور پریس سنہ ۱۸۲۹ صفحہ ۸۲ -]

[بعض کا بیان هے کہ کبیر موحد وهاں دفن هے اور لوگ اس وقت تک اس کے اقوال اور اس کے حالات بیان کرتے هیں - اس کے طریق کی وسعت اور اس کی نظر کی بلندی کی وجہ سے مسلمان اور هندو دونوں اس کو دوست رکھتے تھے - جب وہ مرا تو برهمن اس کو جلانا چاهتے تھے اور مسلمان دفن کرنا -]

صاحب "دبستان مذاهب" نے کبیر کا ذکر بیراگیوں کے حال میں اس طرح شروع کیا هے —

"کبیر جولاهہ نژاد کہ از موحدان مشهور هندست بیراگی بودہ گویند کبیر در هنگام مرشد جوئی پیش کاملان مسلمانان و هندو رفت - آنچہ می جست نیافت، سر انجام

یکے اورا دلالت به پیر روشن رواں رامانند برهمن نمود "-

[دبستان مذاهب - صفحه ۲۰۰ -]

[کبیر جولاهه که هندوستان کے مشہور موحدوں میں هے بیراگی تها - کہتے هیں کہ کبیر گرو کی تلاش میں مسلمان اور هندو کاملوں کے پاس گیا - جو ڈهونڈهتا تها نه پایا، آخرکار ایک شخص نے پیر روشن دل رامانند برهمن کی طرف اس کو توجه دلائی -]

کبیر داس کی پیدائش اور موت کی تاریخوں تک میں اختلاف هے - کوئی کچھ کہتا هے اور کوئی کچھ - زمانه جدید کے وقائع نگاروں کا اتفاق اس پر معلوم هوتا هے کہ سمبت ۱۴۵۵ میں پیدا هوئے، اور سمبت ۱۵۷۵ میں وفات پائی - اس حساب سے ان کی عمر ایک سو بیس برس کی هوتی هے - وسکٹ صاحب نے غالباً اسی بنا پر کبیر صاحب کی پیدائش سنه ۱۳۹۸ ع میں، اور موت سنه ۱۵۱۸ع میں بیان کی هے - کبیر پنتھیوں میں ان کی پیدائش کے متعلق یه پد مشہور هے اور کبیر صاحب کے شاگرد رشید دهرم داس کی طرف منسوب کیا جاتا هے —

चौदह सौ पचपन साल गये चंद्रवार इक ठाठ ठये,
जेठ सुदी बरसायत को पूर्नमासी तिथि परघट भये ।

چودہ سو پچپن سال گئے چندروار اک ٹهاٹهه ٹهئے
جیٹهہ سدی برسایت کو پورنماسی تتهي پرگهٹ بهئے

[چودہ سو پچپن سال گئے سوموار کے دن جیٹهہ سدی پورنماسی کو ظاهر هوے -]

بابو شام سندر داس صاحب کبیر گرنتھاولی کے دیباچہ میں لکھتے ھیں کہ "چودہ سو پچپن سال گئے" سے یہ مطلب ھے کہ سمبت ۱۴۵۵ ختم ھو چکا تھا، اور سمبت ۱۴۵۶ شروع تھا، کیونکہ حساب لگانے سے معلوم ھوتا ھے کہ سمبت سنہ ۱۴۵۵ میں جیٹھ کی پورنما سوموار کو نہیں پڑتی، ۱۴۵۶ میں البتہ پڑتی ھے - وفات کے متعلق دو تاریخیں بیان کی جاتی ھیں :

सम्बत पंद्रह सौ औ पांच मो मगहर कियो गमन, (۱)
अगहन सुदी एकादसी मिले पवन में पवन।

سمبت پندرہ سو آو پانچ مَو مگہر کیو گمن
اگہن سدي ایکادسي ملے پَوَن میں پَوَن

[سمبت پندرہ سو پانچ میں مگہر میں انتقال کیا - اُگہن سدي ایکادشي کو ھوا میں ھوا مل گئي -]

सम्बत पंद्रह सौ पछतरा कियो मगहर को गवन, (۲)
माघ सुदी एकादसी रलौ पवन में पवन।

سمبت پندرہ سو پچھترا کیو مگہر کو گَوَن
ماگھ سدي ایکادسي رَلَو پَوَن میں پَوَن

[سمبت پندرہ سو پچھتر میں مگہر میں انتقال کیا - ماگھ سُدي ایکادشي کو ھوا میں ھوا مل گئي -]

ان دونوں میں پندرہ سو پچھتر زیادہ صحیح معلوم ھوتا ھے -

یہ دیکھا گیا ھے کہ دنیا میں بڑے آدمیوں کے واقعات

زندگي میں اکثر خوش اعتقادي کا رنگ چڑھ جاتا ھے اور معمولي واقعات بھي نادر اور عجوبۂ روزگار بناکر بیان کئے جاتے ھیں - اس لئے جاے تعجب نہیں ھے اگر کبیر کي پیدائش اعجاز اور کرشمہ کے لباس میں بیان کي جاتي ھے - کبیر پنتھہ کے معتقد کہتے ھیں --

घन गरजे दामिनि दमकै बूंदे बरसें झर लाग गये,

लहर तलाब में कमल खिले तहं कबीर परगट हुए।

گھن گرجے دامن دمکے بوندیں برسیں جھر لاگ گئے

لہر تلاب میں کنول کھلے تہاں کبیر بھانو پرگٹ ھوے

[بادل گرج رھا تھا بجلي کوند رھي تھي' مینھہ برس رھا تھا' جھڑي لگي ھوئی تھي' لہر تالاب میں کمل کھلے تھے جس وقت کبیر سورج کي طرح ظاھر ھوئے -]

کبیر کي پیدائش کے متعلق سب سے زیادہ مشہور روایت یہ ھے کہ بنارس کا ایک مسلمان جولاھہ نیرو نامی اپني بیوي نیما (نعیمہ) کے ساتھہ جا رھا تھا' جب وہ لہر تالاب کے پاس سے گذرا تو اس نے تالاب کے کنارے ایک نو زائیدہ بچہ پڑا دیکھا - اس کو اس بیکس کے حال پر رحم آیا' اور گو نعیمہ بدنامي کے خیال سے جھجکتي تھي' مگر وہ بچہ کو گھر اُٹھا لایا' اور اس کي پرورش کرنے لگا - قاضی سے جب بچہ کے نام رکھنے کي فرمائش کي تو فال میں کبیر کا لفظ نکلا' اور بچہ اسي نام سے مشہور ھوا - یہ بھي کہا جاتا ھے کہ کبیر ایک بیوہ برھمني کے بطن سے پیدا ھوے تھے - ایک برھمن سوامی رامانند کے بڑے معتقد تھے اور ان کے درشن کرنے کو جایا

کرتے تھے - ایک روز اپني بیوہ لڑکي کو بھی ساتھ لے گئے - جب لڑکي نے رامانند جي کو پرنام کیا تو انھوں نے اس کو دعا دي کہ تجھے بیٹا ھو - برھمن نے پریشان ھو کر لڑکي کے بیوہ ھونے کا حال بیان کیا رامانند جي نے کہا کہ میرا کہا بےکار نہیں جا سکتا - ایام مقررہ گزرنے کے بعد کبیر داس اس کے بطن سے پیدا ھوے - اس نے لوک لاج کے ڈر سے بچہ کو تالاب کے کنارے پھینک دیا جہاں سے وہ نیرو اور نعیمہ کے گھر پھونچا - یہ روایات کبیر صاحب کي پیدائش کے متعلق سینہ بسینہ چلي آتي ھیں ' اور یہ کہنا مشکل ھے کہ ان میں کتنا اصل واقعہ ھے اور کتنا مبالغہ - اگر یہ صحیح ھے کہ کبیر صاحب ایک ھندو عورت کے بطن سے پیدا ھوے مگر ان کي پرورش روز اول سے ایک مسلمان کے گھر میں ھوئي تو یہ ضرور کہا جاےگا کہ ان کي پیدائش اور پرورش کے یہ واقعات ان کي زندگي کا پیش خیمہ تھے' کیونکہ ھندوستان کي تاریخ میں کسی شخص کا نام نہیں لیا جا سکتا جس نے ھندو مسلمانوں کو ایک کرنے کی اور ان میں اتفاق اور یکجہتي پیدا کرنے کي کبیر صاحب سے زیادہ کوشش کي ھو -

کبیر صاحب نے اپني زندگي کے بعض حالات اپنے کلام میں نظم کر دئے ھیں اور اسي وجہ سے یہ وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ھے کہ وہ ذات کے جولاھے تھے ' بنارس میں رھتے تھے ' آخر عمر میں مگھر چلے گئے تھے ' پڑھے لکھے نہ تھے اور رامانند کے چیلے تھے -

जात जुलाहा क्या करे हिरदै बसे गोपाल।

جات جولاھہ کیا کرے ھردے بسے گوپال

[ذات کا جولاھہ ھے تو کیا ھوا ' دل میں گوپال بسا ھوا ھے -]

तू बाम्हन मैं कासी का जोलहा, बूझो मेार ज्ञाना।

تو باھمن میں کاسي کا جولہا بوجھو مور گیانا

[تو برھمن یعني پنڈت ھے میں کاشي کا جولاھا ھوں ' میرے گیان کو تو سمجھ -]

सकल जनम सिवपुरी गंवाया, मरती बार मगहर उठ धाया।

سکل جنم شو پوري گنوایا مرتي بار مگہر اُٹھ دھایا

[ساری زندگي تو کاشي میں بیتي ' مرتے وقت مگہر چلا گیا -]

कासी में हम परगट भये, हैं रामानन्द चिताये।

کاشي میں ھم پرگٹ بھئے ھیں رامانند چتاے

[کاشي میں ھم پیدا ھوئے ھیں اور رامانند نے ھم کو رموز معرفت سے آگاہ کیا ھے -]

मसी कागद छूयेा नहीं, कलम गह्यो नहिं हाथ।
चार यो युग का महातम, मुखहिं जनाई बात।

مسي کاگد چھویو نہیں کلم گہیو نہں ھاتھ
چار یو جگ کا مہاتم مُکھ ھیں جنائي بات

[روشنائي اور کاغذ کبھي نہیں چھوا ' قلم کبھی ہاتھ میں نہیں لیا ' لیکن چاروں جگوں کے حالات میں نے زبان سے بیان کر دئے -]

لڑکپن ھي سے کبیر صاحب دنیا کي طرف کم اور خدا کی طرف زیادہ مائل تھے - ان کے عقائد ویدانتیوں اور صوفیوں کے سے معلوم ہوتے ھیں - دنیا دھوکا ھے ' اس سے مُنھہ موڑکر معبود حقیقي کي طرف رجوع کرنا چاھئے - جس کو خدا مل گیا اس کو سب مل گیا ' بھکتي پریم یا عشق خدا کے ملنے کا سب سے عمدہ ذریعہ ھے ' اور یہ بلا تفریق ذات و مذھب ھر شخص کے امکان میں ھے - خدا ایک ھے ' اور ھندو مسلمان سب اس کے بندے ھیں ' مذھبوں کا فرق بے معنی ھے ' صفاے باطن اور طلب صادق حصول نجات کے لئے کافی ھیں - جوں جوں کبیر صاحب بڑے ہوئے عقائد کا یہ رنگ چوکھا ہوتا گیا اور وہ بھجن گاگا کر لوگوں کو اُپدیش دینے لگے '؛ مگر عوام ان کو نگرا یعنی بے پیر کہ کے چڑھاتے تھے - اعتراض یہ تھا کہ جس نے خود کسي گرو سے نصیحت نہیں حاصل کی وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرےگا ؟ اس وجہ سے ان کو مرشد کي تلاش ہوئي - اس زمانہ میں بنارس میں سوامی رامانند جي سب سے بڑے مہاتما مانے جاتے تھے ' مگر دقت یہ تھي کہ کبیر مسلمان تھے اور ان کو یہ خیال تھا کہ رامانند مجھے چیلا نہ بناویںگے - کبیر نے یہ چال چلي کہ ایک روز علی الصباح گنگا کنارے گھاٹ کی ایک سیڑھي پر جا کر لیٹ رھے '

رامانند جي جب حسب معمول نہانے کے واسطے آئے اور سیڑھیوں سے اُترنے لگے تو اچانک ان کا پاؤں کبیر کے سر پر پڑا - کبیر کلبلاے' رامانند جي کو جب یہ معلوم ہوا کہ ان کا پاؤں کسي انسان پر پڑ گیا ہے تو انہوں نے رام رام کہہ کے اپنا پاؤں ہٹا لیا - رامانند تو اپنے راستہ چلے گئے مگر کبیر اسي دن سے اپنے تئیں رامانند کا چیلا کہلے لگے - جب رامانند کو اس کي خبر ہوئي تو انہوں نے کبیر کو بلاکر اس کي تحقیقات کي اور اصل واقعہ سے مطلع ہوکر کبیر کو گلے لگا لیا اور ان کو اپنے مریدوں کے زُمرہ میں داخل کر لیا -

رامانند کے مرید ہونے کے بعد بھي کبیر نے رسمي معنوں میں دنیا کو نہیں چھوڑا - جولاھہ کا پیشہ کرتے تھے' کپڑا بُنتے اور بازار میں جاکر بیچ آتے' کبھی کبھي سادھو سنتوں کو دے ڈالتے اور گھر خالي ھاتھ لوٹ آتے - دنیا میں رہ کر اور دنیاداري کے فرائض انجام دیکر کبیر صاحب درویشانہ زندگي بسر کرتے تھے اور دل بہ یار دست بہ کار کے مصداق تھے - ان کي شادي بھي ہوئي تھي - شادي کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب کبیر کي عمر ۳۰ برس کي تھي وہ ایک روز گنگا کنارے گھومتے پھرتے ایک بن‌کھنڈي بیراگي کي کُٹي کے پاس پہونچکر بیٹھ گئے - کچھ دیر بعد ایک ۲۰ برس کي لڑکي وھاں آئي اور اس نے پوچھا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں کبیر ہوں - پھر اس نے ان کي ذات پات کا حال پوچھا تب بھي انہوں نے

وهي جواب دیا ، یعني "کبیر" - لڑکي نے کہا سنت تو یہاں اکثر آتے ہیں مگر کسي نے ایسا نام اپنا یا اپني ذات کا نہیں بتایا، کبیر نے کہا کہ ہاں یہ سچ ہے - اتنے میں پانچ سنت آ پہونچے ، لڑکی کُٹی میں سے دودھ لے آئي اور ایک ایک حصہ دودھ کا ہر ایک کو دیا - کبیر نے اپنا حصہ زمین پر رکھ دیا - جب سنت اپنے اپنے حصہ کا دودھ پي چکے تو اُنہوں نے کبیر سے پوچھا کہ تم دودھ کیوں نہیں پیتے ؟ کبیر نے کہا کہ گنگا پار سے ایک اور سادھو آ رہا ہے ، میں نے یہ حصہ اس کے واسطے رکھ چھوڑا ہے - لڑکي نے کہا آپ اپنا حصہ پي لیجئے، اس کے واسطے اور دودھ موجود ہے - کبیر نے کہا ہم شبداہاري ہیں - اتنے میں وہ سادھو آ گیا اور دودھ اس کو دے دیا گیا - جب سنتوں نے لڑکي سے اس کا حسب نسب دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ میرے ماں باپ نہیں ہیں - میري پرورش ایک بن‌کھنڈي بیراگي نے کي تھي ، اس کے مر جانے کے بعد اب میں اکیلي رہتي ہوں - بیراگي کہا کرتا تھا کہ میں ایک دن گنگا جي میں اشنان کر رہا تھا ، ایک ٹوکري بہتے بہتے میرے بدن سے آن لگي، میں نے اسے کھول‌کر دیکھا تو اس میں ایک بچہ کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا - میں نے گھر لاکر اس کي پرورش کي اور اس کا نام لوئي رکھا - وہ لوئي میں ہوں - پھر لوئي نے کبیر سے کہا "سوامی ، مجھے کوئي ایسي بات بتائے جس سے شانتي حاصل ہو - کبیر نے اس کو ست نام کي تعلیم دي - لوئي کبیر کے ساتھ چلی آئی اور اس کے گھر میں رہنے لگي - بعض اس کو کبیر

کی بیوی سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوے ' دوسرا گروہ کہتا ہے کہ کبیر اور لوئی میں زن و شو کا تعلق نہیں ہوا اور بچوں کا وجود کشف و کرامات سے بتاتا ہے - ایک مرتبہ کبیر نے دریا میں ایک بچے کی لاش دیکھی ' انہوں نے اس کے کان میں کچھ کہا - بچہ رونے لگا اور زندہ ہو گیا - اسی طرح ایک دوسرے موقع پر کہا جاتا ہے کہ ایک پڑوسی کی لڑکی مر گئی تھی ' کبیر صاحب والدین کی اجازت سے لاش اپنے یہاں لے آئے اور اس کو زندہ کر لیا - لوئی نے ان دونوں کی پرورش کی اور یہ کمال اور کمالی کے نام سے مشہور ہوئے - مگر کمال دنیا کا آدمی تھا اور کبیر کے نقطۂ نظر سے نااہل - اُسے کبیر کی روحانیت سے کوئی تعلق نہ تھا ' اس سے انہوں نے کہا —

ڈوبا بنس کبیر کا اُپجا پوت کمال
ہری کا سمرن چھوڑ کے گھر لے آیا مال

[کمال کا سا لڑکا پیدا ہونے سے کبیر کا خاندان ڈوب گیا - کمال نے خدا کی یاد چھوڑی اور مال اپنے گھر لایا -]

کمالی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک دن کنوے پر پانی بھر رہی تھی ' ایک پیاسے برہمن نے اس سے پانی مانگا ' پانی پی کر جب اس کو یہ معلوم ہوا کہ کمالی جولاہے کی لڑکی ہے تو وہ بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تونے مجھے بے دھرم کر دیا - دونوں کبیر کے پاس آئے ' کبیر نے برہمن دیوتا کو بتایا کہ آخر سمجھو تو پاک اور ناپاک کیا چیز ہے ؟ سیکڑوں لاشیں اور

منوں پتیاں پانی میں سڑا کرتی ہیں ، کروڑوں آدمی زمین میں دفن ہیں ، اور اسی متی سے وہ برتن بنائے جاتے ہیں جن میں تم پانی پیتے اور کھانا کھاتے ہو - کھانا کھاتے وقت تم کپڑے اُتار ڈالتے ہو، صرف ایک دھوتی باندھے رہتے ہو ، مگر وہ دھوتی جلاہے کی بنی ہوئی ہوتی ہے - مکھیاں غلیظ اور مردار پر بیٹھتی ہیں اور وہاں سے اُڑکر تمہارے کھانے پر بیٹھتی ہیں - کیا تم ان کو روک سکتے ہو؟ اسی طرح کا ایک اور قصہ "دبستان مذاہب" میں درج ہے —

"گویند جمعے از برهمنان بر لب آب گنگ نشسته ستائش آن آب می نمودند کہ جمیع گناهان ازو شسته شود مقارن این کلام یکے از برهمنان آب خواست - کبیر کہ سخنان ایشان می شنید از جا جسته کاسه چوبین کہ باخود داشت پرآب کرده نزد برهمن برد - چون کبیر جولاهه نژاد بود کہ مردم فرومایه اند و برهمنان از دست این طائفه نه خورند و نیاشامند آب نه پذیرفت - کبیر گفت شما حال میفرمودند کہ به آب گنگ تن و روان را از آلائش گناه و وسخ ذنوب توان شست کہ همه را زائل می کند - هرگاه این آب ظرف چوبین مرا پاک نهارد کرد چندین ستائش را نه سزد" - [دبستان مذاهب - صفحه ۲۰۰ -]

[کہتے ہیں کہ کچھ برہمن گنگا کنارے بیٹھے ہوئے گنگا جل کی تعریف کر رہے تھے کہ اس سے سارے گناہ دھو جاتے ہیں - ان میں سے ایک نے پانی مانگا - کبیر ان کی باتیں سن

رہا تھا ، اُٹھ کر گیا اور اپنا پیالہ پانی سے بھر کر برھمن کے پاس لے آیا - چونکہ کبیر جولاھہ تھا اور برھمن ان لوگوں کے ھاتھ کا چھوا ھوا کھاتے پیتے نہیں ھیں ، اس برھمن نے پانی نہیں پیا - کبیر نے کہا آپ ابھی فرماتے تھے کہ گنگا جل سے گناہ کی گندگی سے بدن اور روح دھو جاتے ھیں - اگر یہ پانی میرے برتن کو بھی پاک نہیں کر سکتا تو اس تعریف کے قابل نہیں -]

بھکت مال میں لکھا ھے کہ ” کبیر جی کاشی میں بھگوت بھکت ایسے ھوئے کہ جن کی بھکتی اور پرتاپ اور معجزات مشہور و زبان‌زد خلائق ھیں - جنھوں نے بھگوت بھکتی سے خلاف امور کو ادھرم جانا یعنی جوگ و جگ و دان و برت وغیرہ بلا بگھوت بھجن اور بھاؤ کے سب فضول اور ناحق تصور کئے اور فی‌الحقیقت شاستروں کا بھی مطلب خاص یہی ھے کہ دیگر سب سادھن یعنے جوگ ، جگ ، تپ ، دان ، وغیرہ مثل صفر کے ھیں ، اور رام نام مثل ھندسہ کے ھے اگر رام نام کا ھندسہ موجود ھے تو وے جوگ ، جگ ، وغیرہ صفر رام نام کے ھندسہ پر ایزاد ھو کر سب دس گنے ھو جاتے ھیں ، اور اگر رام نام کا ھندسہ نہیں تو سب وے صفر ناحق اور خالی از کار بلکہ بجائے ندارد کے ھیں ، اور مطلب اس تحریر سے یہ ھے کہ جو سادھن ھو وہ واسطے حصول بھکتی اور محبت رام نام اور بھگوت کے ھو نہ برائے دیگر مزخرفات دنیوی و بہشت وغیرہ کے - کبیر جی نے ایک ایسا گرنتھ بنایا جس کو ھر فریق والا تسلیم کرے اور بلا تعصب واسطے مغفرت ھر ایک کے کار آمد ھو - بھگوت

بھجن بلا تزلزل کرنے والے ایسے تھے کہ بھجن کے روبرو برن آشرم دھرم سب ناچیز تصور کئے" - [بھکت مال - صفحہ ۲۳۹ -]

کبیر سے ہندو اور مسلمان دونوں ناخوش رہتے تھے - ہندو اس لئے کہ مسلمان ہوکر ہندو مذہب کی تعلیم و تلقین کا دعوی کرتے تھے' اور مسلمان اس لئے کہ وہ ہندو مذہب کے عقائد کی ثنا و صفت کرتے تھے - علاوہ بریں چونکہ کبیر صفائے باطن اور اصلاح قلب کے قائل اور عامل تھے وہ مذہب کے ظاہری پاکھنڈ اور رسم و رواج کے کھلے بندوں مذمت کرتے تھے' اور ہندو مسلمانوں کو یکساں پھٹکارتے تھے - مثلاً ملاحظہ ہو

संतो राह दोउ हम डीठा,
हिन्दू तुरुक हटा नहिँ मानें, स्वाद सबन को मीठा।
हिन्दू बरत एकादसी साधे, दूध सिँघाड़ा सेती,
अन को त्यागे मन नहिँ हटकै, पारन करे सगोती।
रोजा तुरुक नमाज गुजारे, बिस्मिळ बांग पुकारे,
इनको भिस्त कहां ते होइ है, सांझे मुरगी मारै।
हिन्दू दया मेहर को तुरकन दोनों घट से त्यागी,
वे हलाल वे झटका मारैं, आग दुनो को लागी।
हिन्दू तुरुक की एक राह है, सतगुरु इहै बताई,
कहहिं कबीर सुनो हो सन्तो राम न कहेउ खुदाई।

سنتو راہ دوؤ ہم ڈیٹھا
ہندو تُرُک ہٹا نہیں مانے سواد سبن کو میٹھا

هندو برت ایکادسي سادهے دودهه سنگهاڑا سیتي
آن کو تیاگے من نهیں هٹ کے پارن کرے سگوتي
روجا تُرُک نماج گجارے بسمل بانگ پکارے
ان کو بِهست کہاں تے هوئي هے سانجهے مُرگي مارے
هندو دَیا مهر کو ترکن دونوں گهٹ سے تیاگی
وے حلال وے جهٹکا ماریں آگ دُنوں کو لاگي
هندو ترک کي ایک راه هے ست گُرو اِهَے بتائي
کهي هي کبیر سنو هو سنتو رام نه کہے او کهودائي

[سنتو، هم نے دونوں راستے دیکھے - هندو مسلمان اپني هٹ سے نهیں مانتے، مزه دونوں کا میٹھا هے - هندو ایکادشي کا برت رکھ کر دودھ، سنگهاڑا کھاتے هیں، اناج چهوڑتے هیں، مگر من نهیں رکتا، گوشت کھاتے هیں - مسلمان روزه نماز کرتے هیں، بسم‌الله کی بانگ لگاتے هیں، ان کو کہاں سے بهشت ملیگي جو روز شام کو مرغي مارتے هیں - هندؤوں نے دل سے دَیا چهوڑ دي اور مسلمانوں نے مهرباني چهوڑ دي، وه حلال کرتے هیں، وه جهٹکا مارتے هیں، دونوں کو آگ لگي هے - ست گُرو نے یهي بتایا هے کہ هندو مسلمانوں کي ایک راه هے - کبیر کہتا هے کہ سنتو، سنو رام نه کهو تو خدا کهو -]

روایت هے کہ هندو مسلمان دونوں نے تنگ آکر بادشاه وقت سکندر لودي سے شکایت کي، اور بادشاه نے ان کے مارے جانے کا حکم دیا - حکم کي تعمیل اس طرح کي گئي کہ کبیر

کو زنجیروں سے جکڑکر ایک ناؤ میں بٹھا دیا اور ناؤ میں پتھر بھر دئے - خدا کي قدرت دیکھئے کہ ناؤ ڈوب گئي اور کبیر مرگ چھالا پر بیٹھے پاني پر تیرتے نظر آئے - پھر پکڑے گئے ' آگ میں ڈالے گئے ' مگر اس آتشین غسل سے بھي ان پر آنچ نہ آئي - حکم ھوا کہ ھاتھي کے پاؤں سے کُچلے جائیں ' مگر ھاتھي کو کبیر ایک مہیب شیر کي شکل میں نظر آئے اور وہ خود ڈرکر بھاگ گیا - کبیر صاحب کا ایک شعر بھي اس واقعہ کے متعلق بیان کیا جاتا ھے —

गंगा गोसाइनी गहिर गंभीर,
जंजीर बांध कै खरे कबीर।
मन न डगे तन काहे को डराये,
चरन कमल चित रहो समाये।
गंग की लहर मेरी टूटी जंजीर,
मृगछाला पर बैठे कबीर।
कह कबीर कोउ संग न साथ,
जल थल राखत हैं रघुनाथ।

گنگا گوسائني گہِر گنبھیر
جنجیر باندھہ کر کھرے کبیر
من نہ ڈگے تن کاھے کو ڈرائے
چرن کمل چت رھو سمائے
گنگ کي لہر میري ٹوٹي جنجیر
مرگ چھالا پر بیٹھے کبیر

کہ کبیر کوؤ سنگ نہ ساتھ
جل تھل راکھت ہیں رگھوناتھ

[گنگا بہت گہری ہے، کبیر زنجیر میں بندھے کھڑے ہیں، دل مضبوط ہو تو تن کیوں خوف کھائے - میرے دل میں بھگوان کا قدم سمایا ہوا ہے، گنگا کی لہر سے میری زنجیر ٹوٹ گئی، کبیر مرگ چھالا پر بیٹھے ہیں - کبیر نہ کوئی سنگ ہے نہ ساتھ، تری اور خشکی میں رگھوناتھ حفاظت کرتے ہیں -]

کبیر صاحب کے کلام میں شیخ تقی کا نام کبھی کبھی آتا ہے، مثلاً —

घट घट में अबिनाशी, सुनो तकी तुम सेख,
گھٹ گھٹ میں ابناشی سنو تقی تم شیخ
[اے شیخ تقی، تم سنو، ہر دل میں لازوال (خدا) بستا ہے -]

मानिकपूर में कबीर बसै री,
मिदहत सुन सेख तकी केरी।
ओजी सुनी जौनपूर थाना,
झूंसी सुनी पीरन के नामा।
مانک پور میں کبیر بسے ری
مدحت سن شیخ تقی کے ری
اوجی سنی جونپور تھانا
جھونسی سنی پیرن کے ناما

[شيخ تقي كي تعريف سن كر كبير كچھ دن
مانك پور ميں رها ' اس نے جونپور ميں اوجي كا حال
سنا ' جهونسي ميں اس نے پيروں كے نام سنے -]

مسلمان كبير پنتهيوں كا خيال هے كہ كبير شيخ تقي كے مريد
تھے اور هندو سمجھتے هيں كہ شيخ تقي اور كبير سے مذهبي مباحثہ
هوا كرتا تها - اصليت يہ معلوم هوتي هے كہ اپني طول طويل
سير و سياحت ميں جس كا سلسلہ شايد بلخ تك پهونچا
تها كبير صاحب كی صحبت صوفي منش بزرگوں سے رهی
هوگي ' كيونكہ كبير صاحب كے خيالات ان سے ملتے جلتے تھے '
اور شيخ تقي غالباً اسي وضع كے كوئي بزرگ هوں گے - وسكٹ
صاحب كي رائے هے كہ اس نام كے دو بزرگ تھے ايك
كا مسكن الہ آباد اور فتحپور كے درميان كڑا مانكپور كا
قصبہ تها ' يہ ذات كے ندّاف اور فرقہ چشتيہ كے صوفي تھے '
ان كي اولاد اس گرد و نواح ميں اب تك پائي جاتي هے -
دوسرے شيخ تقي الہ آباد كے قريب جهونسی كے قصبہ كے رهنے والے
تھے ' اور فرقہ سهروردیہ كے صوفی تھے - ان كی قبر اب تك
جهونسی میں پوجي جاتي هے - كبير صاحب كا كلام ظاهر كرتا
هے كہ ان كے دل و دماغ پر اسلام كا كافي اثر تها ' جهاں وہ
اسلام كے بعض رسم و رواج كا مذاق اُڑاتے تھے وهيں اسلام كے
بعض عقائد سے وہ ضرور متفق تھے - توحيد كي تلقين '
بت پرستي كي مذمت ' ذات پات اور چھوت چھات سے انكار '
جس طرح كبير صاحب كرتے هيں اس سے معلوم هوتا هے كہ
مروجہ هندو مذهب سے اختلاف كرنے كي ضرور ايك وجہ يہ

تھی کہ ان باتوں میں انھوں نے اسلام کا اثر قبول کیا تھا -

पाहन पूजे हरि मिलेँ तो मैं पूजूँ पहार,

پاهن پوجے هری ملیں تو پوجوں پہار

[اگر پتھر کے پوجنے سے هري (خدا) ملے تو میں پہاڑ کو پوجوں -]

एक जोतिहिँ सब उपजा, कौन बहमन कौन सूदा,

ایک جوتي میں سب اُپجا کون باهمن کون سودا

[ایک نور سے سب پیدا هوئے هیں ' کون برهمن هے اور کون شودر -]

कहे कबीर इक राम जपो रे, हिन्दू तुरुक न कोई।

کہے کبیر اک رام جپورے هندو ترک نه کوئي

[کبیر کہتا هے ایک رام کو جپو ' نه کوئي هندو هے نه مسلمان -]

اور کبیر صاحب پر کیا موقوف هے ' اسلام کے عقائد اور اسلام کی مثال کا اثر هندؤں پر شمالی هندوستان میں عالمگیر تھا - مسٹر مہادیو گوبند راناڈے کي رائے هے کہ شمالي اور جنوبي هندوستان میں هندؤں کے بعض رسم و رواج میں جو بیّن فرق نظر آتا هے ' خصوصاً شودروں اور اچھوتوں کے ساتھ شمالي هندوستان میں جو کم سختی برتی جاتي هے اس کی ایک وجه یه هے کہ شمالي هندوستان میں اسلام کا اثر گہرا اور دیرپا تھا - اور یه کوئي تعجب کي بات نہیں - جب

تک انسان انسان ہے وہ اپنے گرد و پیش کے اثروں کو ضرور
قبول کرےگا - هندوستان کي تاریخ کو جن لوگوں نے غور سے
پڑھا ہے اور اس ملک کے هندو مسلمانوں کے مذهبي عقائد
اور سوشل رسم و رواج کو اچھي طرح پرکھا ہے وہ جانتے هیں
کہ مسلمانوں کا هندؤوں پر اور هندؤوں کا مسلمانوں پر کیسا
گہرا اور وسیع اثر پڑا ہے ' یہاں تک کہ ایک فرنگي فلسفي
کي رائے ہے کہ —

Sufism is the lyrical version of Vedanta.

[صوفي مذهب ویدانت ہے مگر غزل کي شکل میں -]

اس جگہ یہ بھي کہ دوں کہ کبیر صاحب پر عیسائي
مذهب کا کوئي اثر نہ تھا اور نہ هو سکتا تھا - وسکٹ صاحب
نے دبي زبان سے اور سر جارج گریرسن نے امپیریل گزیٹیر
آف انڈیا کي دوسري جلد میں کھل‌کر یہ فرمایا ہے کہ
کبیر صاحب پر مذهبِ عیسوي کا اثر تھا - سر جارج گریرسن
تو یہاں تک کہتے هیں کہ انہوں نے نہ صرف اپنے عقائد بلکہ
جن الفاظ میں ان عقائد کو بیان کیا ' وہ بھي نسطوري
عیسائیوں سے حاصل کئے تھے - میري رائے میں یہ دعوی اسي
قدر بے بنیاد اور لغو ہے جس قدر بعض فرنگیوں کا یہ دعوی
کہ سنسکرت کے ناٹک یوناني ناٹکوں سے نقل کئے گئے هیں -
اس میں شک نہیں کہ اِس وقت دنیا میں فرنگي اقوام
کا تسلط ہے ' نہ صرف ملک اور زمین پر ' بلکہ دل و دماغ
پر بھي - اس میں بھی شک نہیں کہ پچھلے تین سو برس
میں مادّي دنیا میں فرنگیوں نے حیرت انگیز ترقي کي ہے '

لیکن اس کے معنی یہ هرگز نہیں کہ دنیا میں جو کوئی چیز ہے وہ فرنگی ہے یا فرنگیوں کی نقل ہے - خود عیسائی مذہب نے بودھ مت اور ایشیا کے دیگر مذاهب سے جو کچھ سیکھا اس کا ذکر نہیں کیا جاتا ، مگر جہاں اس کا وجود بھی نہیں وہاں عیسائی اثر کو خواہ مخواہ قائم کیا جاتا ہے - کبیر صاحب مذہبی آدمی تھے ، اور ان کے کلام میں شروع سے آخر تک مذہب کا چرچا ہے ، مگر عیسائی مذہب کا کہیں نام بھی نہیں - ان کے بیانات سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں اور ہندؤوں کے علاوہ کسی اور کے مذہب سے واقف نہ تھے :

(۱)
करता करतम बाजी लाई
हिन्दू तुरक दोई राह चलाई

کرتا کرتم باجی لائی
ہندو ترک دوئی راہ چلائی

(۲)
संतो राह दोउ हम डीठा
हिन्दू तुरक हटा नहीं जाने
स्वाद सबन को मीठा

سنتو راہ دؤو ہم ڈیٹھا
ہندو ترک ہٹا نہیں جانے
سواد سبن کو میٹھا

(۳)
अरे इन दोहुं राह न पाई
हिन्दुन की हिन्दुआई देखी, तुरकन की तुरकाई।

ارے ان دُوھن راہ نہ پائی
هندون کي هندوائي دیکھي ترکن کي ترکائي

مرنے سے کچھ، دن پہلے کبیر صاحب بنارس سے مگہر چلے گئے تھے - عوام کا عقیدہ ہے کہ جو کاشي میں مرتا ہے اس کي مُکتي ہو جاتي ہے، اور مگہر کي نسبت یہ مشہور ہے کہ وہاں جو مرتا ہے اس کا دوسرا جنم گدھے کا ہوتا ہے - کبیر صاحب کو بھگوت پریم پر بھروسہ تھا اور اپني بھکتي پر ناز - وہ سمجھتے تھے کہ میرے عشق صادق نے مجھے ان جھگڑوں سے بےنیاز کر دیا ہے اور پرماتما ہر دم میرے ساتھ ہے - فرماتے ہیں —

क्या कासी क्या ऊसर मगहर राम हिरदै बस मोरा।
जो कासी तन तजे कबीरा रामै कौन निहोरा॥

کیا کاشي کیا اوسر مگہر رام ہردے بس مورا
جو کاسي تن تجے کبیرا رامے کون نہورا

[کاسي ہو یا اوسر مگہر مجھے پروا نہیں، میرے دل میں رام بسا ہوا ہے، اگر کبیر کی موت کاشي میں ہوتي تو پھر رام کا کون سا احسان؟ مطلب یہ کہ کاشی میں جو کوئي مرتا ہے اس کي مکتي تو ہوتي ہي ہے، کبیر مرے تو اس کي مکتي بھی ہو جاےگي - ہاں، مگہر میں مروں اور مکتی ہو تو معلوم ہو کہ رام نے اپنے بھکت کي قدرداني کي -]

ایک نکتہ اور ذہن میں رکھنے کے قابل ھے کہ کبیر صاحب جب ''رام'' کا لفظ استعمال کرتے ھیں تو ان کا مطلب آجودھیا کے رامچندر جي سے نہیں ھوتا بلکہ اسي ایک پرماتما سے ھوتا ھے جس کو وہ سرگن اور نرگن یعني صفات اور ذات سے اعلیٰ اور ارفع جانتے ھیں -

सकल जनम शिवपुरी गंवाया
मरती बेर मगहर उठ धाया ।
बहुत बरष तप कीया कासी
मरन भया मगहर को बासी ॥

سکل جلم شِوپوري گنوایا
مرتي بیر مگہر أتھ دھایا
بہت برکھ تپ کیي آ کاسی
مرن بھیا مگہر کو باسي

[ساري زندگي شِوپوري (بنارس) میں صرف کي ' مرتے وقت مگہر چلا گیا ' بہت برس کاشي میں تپ کیا ' مرتے وقت مگہر کا باشندہ بنا -]

مشہور ھے کہ مرنے کے بعد کبیر صاحب کے ھندو اور مسلمان مریدوں میں جھگڑا ھوا - ھندو کہتے تھے کہ ھم لاش کو جلاوینگے ' مسلمان کہتے تھے کہ ھم دفن کرینگے - جھگڑے نے طول کھینچا اور تلوار چلنے کو تھي کہ لاش کے اوپر سے چادر أتھاکر جو دیکھا تو لاش کی جگہ پھولوں کا ایک ڈھیر نظر آیا - آدھے پھول مسلمانوں نے لیکر مگہر میں دفن کئے '

اور ان پر ایک مزار بنا دیا ، باقي پھول هندؤوں نے جلاکر بنارس میں لاکر دفن کئے اور اُن پر ایک مَٹھ بنوا دیا جو کبیر چورے کے نام سے مشہور هے -

چناں با نیک و بد عرفي بسر برکز پسِ مردن
مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزانک

منشی محمد خلیل انصاري صاحب نے مگہر کو خود جاکر دیکھا هے - اپني کتاب کبیر جنم ساکھی مطبوعہ سنہ ۱۹۲۵ میں لکھتے هیں :—

ریلوے استیشن مگہر سے قریب آدھ میل هے - راستہ صاف نہیں هے - مزار ایک پختہ چہاردیواري سے محدود هے جس کے دو دروازے هیں - احاطہ کے اندر چند مکانات شاگردپیشوں کے بنے هوئے هیں جو اب غیرآباد هیں .... دو درخت زبردست اِملي کے کھڑے هوئے مزار پر سایہ‌فگن هیں - دو گاؤں شاهي وقت سے معافي مزار کے متعلق هیں، ایک سِرموا معافي مسلمانوں کے اهتمام وصول تحصیل میں هے ، دوسرا موضع بِلوا هندؤوں کے متعلق معافي هے - اطیع‌الله و امانت‌الله مجاور مزار کے هیں .... مزار کے برابر ایک دوسرا احاطہ بطور سمادھ کے بنا هوا هے جس میں ایک مستقل سادھو رهتا هے - جو تحائف یا پرشاد هندو لاتے هیں اس کے پاس جمع هوتے هیں - هم کو بھي اس

ہندو سادھو نے جس کا نام گیا داس ہے تھوڑی سی متھائی دی جو بطور تبرک کے تھی .... ۲۷ ماہ ربیع الثانی کو عرس ہوتا ہے .... ایسے ہی ایک میلہ ہندؤوں کی جانب سے ہوتا ہے - دور دور سے لوگ ہندو مسلمان آتے ہیں - دونوں مدفن برابر بنے ہوئے ہیں - احاطے جدا جدا ہیں ہندو کہتے ہیں کہ یہ مقام ہے جہاں ان کے پھول دفن کر دئے گئے ' یا وہ غائب ہو گئے - مسلمان اپنے مزار کو مقام مدفن قرار دیتے ہیں - غرضکہ اپنے اپنے خیال سے کام لے رہے ہیں - دونوں دیہات کی معافیات سے خود بھی کھاتے پیتے ہیں اور صادر وارد کی بھی خاطر تواضع کرتے ہیں -

کبیر صاحب پر کیا موقوف ہے ' ہر بڑے آدمی کے متعلق ' خصوصاً ہر مذہبی پیشوا کی زندگی کے گرد عوام کا تخیل اور مریدوں اور چیلوں کی خوش اعتقادی اس قسم کے کشف و کرامات کی روایات جمع کر دیتی ہے - شاید اِن سے اس امر کا اظہار بھی مقصود ہوتا ہے کہ طالب صادق اگر اپنے محبوب کی تفتیش اور تجسّس میں اپنے تئیں خاک میں ملا دیتا ہے تو پرماتما بھی اُس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا اور آڑے وقت سدا اس کے کام آتا ہے اور ہمیشہ اس کی مشکلکشائی کرتا ہے - بہر حال ان سنتوں اور مہاتماؤں کی زندگی کا اصلی سبق معجزوں اور کرامات کے قصوں سے نہیں حاصل ہوتا بلکہ اِن کی اخلاقی اور روحانی تعلیم سے اور

اس سچي شہادت سے جو وہ اپني زندگي اور اپنے تجربہ سے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں - کبیر صاحب کي لاش غائب ہو گئي ہو یا نہ غائب ہو گئي ہو، کبیر صاحب کے سامنے سے ہاتھي بھاگ گیا ہو یا نہ بھاگ گیا ہو، لیکن اس سے کون انکار کرےگا کہ اُنھوں نے اپني پوری کوشش مکر و ریا، آڈمبر اور پاکھنڈ کے توڑنے، حق اور سچائي کے پھیلانے، اور ہندؤوں اور مسلمانوں، برہمنوں اور شودروں کو ایک کرنے میں صرف کي، اور ان کا شمار صاحبان معرفت اور مصلحان مذہب کي بزم نوراني کے بالانشینوں میں ہے - اہل ہند احسان فراموش نہیں ہیں، اور وہ اس سچے، نیک، اور نِڈر مہاتما کي گراں مایہ اور لازوال خدمت کو فراموش نہیں کرینگے -

کبیر صاحب جیسا کہ وہ خود اقرار کرتے ہیں پڑھے لکھے نہ تھے - اُنھوں نے لوگوں کے دلوں کو تیغ زبان سے تسخیر کیا تھا - ان کے مرنے کے بعد اُن کے مریدوں اور چیلوں نے ان کا کلام جمع کیا، اور اب ان کے نام سے بہت سي تصانیف چھپ گئي ہیں - وسکٹ صاحب نے ۸۲ کتابوں کي فہرست چھاپي ہے - اس میں نئي اور پراني سبھی کتابیں ہیں، اور بعض کتابوں کے نام ایک سے زیادہ مرتبہ آ گئے ہیں - اجودھیا سنگھ جي اُپادھیاے کي کبیر بچناولي میں ذیل کی ۲۱ کتابوں کي فہرست درج ہے :

۱ — سکھ ندھان — सुख निधान

۲ — گورکھ ناتھ کي گوشٹي — गोरखनाथ की गोष्टि

۳ — کبیر پانجي	कबीर पांजी
۴ — بلخ کي رمیني	बल्ख़ की रमैनी
۵ — آنند رام ساگر	आनन्द राम सागर
۶ — رامانند کي گوشتي	रामानन्द की गोष्टि
۷ — شبداولی	शब्दावली
۸ — منگل	मंगल
۹ — بسنت	बसन्त
۱۰ — هولي	होली
۱۱ — ریختہ	रेख़ता
۱۲ — جهولن	झूलन
۱۳ — کَہَرا	कहरा
۱۴ — هنڈولا	हिँडोला
۱۵ — بارہ ماسا	बारहमासा
۱۶ — چانچر	चांचर
۱۷ — چونتیسي	चौंतीसी
۱۸ — الف نامہ	अलिफ़नामा
۱۹ — رمیني	रमैनी
۲۰ — ساکهي	साखी
۲۱ — بیجک	बीजक

یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جو کلام سیکڑوں برس تک لوگوں کي زبان پر رہےگا اس میں لفظي تغیر و تبدل ضرور ہوا ہوگا - کہیں کہیں لکھنے والے نے بھي کچھ گھٹا بڑھا دیا ہوگا - لیکن کبیر صاحب کي تعلیم و تلقین کے اُصول ایسے

صاف اور صریح هیں اور اُن کا بیان بار بار اس طرح پر هوا هے کہ کسي پڑھنے والے کو اُن کے متعلق کچھ شک و شبہہ کي گنجائش باقي نہیں رهتي - سکھوں کے آدي گرنتھ میں جہاں اور سنتوں کا کلام هے وهاں کبیر صاحب کا کلام بھي هے - بیجک کے کئی ایڈیشن شائع هو چکے هیں - بابو شیام سندر داس صاحب نے دو قلمي نسخوں کي مدد سے "کبیر گرنتھاولی" کو ترتیب دیا هے - الہ‌آباد کے بلویڈیر پریس نے "کبیر شبداولي" کے نام سے ایک کتاب چار حصوں میں چھاپي هے اور ایک عیسائي پادري ریورنڈ احمد شاہ نے کبیر کي بیجک کا انگریزي ترجمہ شائع کیا هے -

کبیر صاحب کي تعلیم اور تلقین

(۱) توحید

کبیر صاحب اپني تلقین میں دو باتوں پر بہت زور دیتے تھے ' ایک توحید ' دوسرے بھکتي - دنیا کا مالک ایک ھے ' اُس کا کوئي شریک نہیں ' اس کے سامنے دیوي دیوتاوں کي کوئي حقیقت نہیں ' وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ھے ' اُس تک پہونچنے کے لئے محض سچے پریم کي ضرورت ھے ' کسی کي وساطت اور شفاعت درکار نہیں - جب ھمہ اوست کا رنگ غالب ھوتا ھے تو کہتے ھیں کہ خالق مخلوق میں ھے اور مخلوق خالق میں - یہ دونوں الگ الگ نہیں ھیں - اَودیا اور اگیان نے دوئي کا پردہ ڈال رکھا ھے - اگر جہالت کے بادل چھنٹ جائیں اور اھنکار (خودي) کي تاریکي دور ھو جائے تو چشم بینا کو ھمہ اوست کي حقیقت صاف نظر آنے لگے - وہ کہتے ھیں کہ مایا کي نقاب ھٹا دو اور معشوق ازل کي آرائش جمال کا معائنہ کرو -

साहब मेरा एक है, दूजा कहा न जाय, (१)
दूजा साहब जो कहूं, साहब खरा रिसाय ।

صاحب میرا ایک ھے دوجا کہا نہ جاے
دوجا صاحب جو کہوں صاحب کھرا رساے

[میرا مالک ایک ہے - دوسرا نہیں کہ سکتا - اگر دوسرا
مالک کہوں تو میرا مالک مجھ سے ناراض ہو جائےگا -]

जाके मुंह माथा नहीं, नाहीं रूप करूप, (۲)
पुहुप बास से पातरा, ऐसा तत्त्व अनूप।

جاکے منھ ماتھا نہیں نا ھیں روپ کُروپ
پُہپ باس سے پاترا ایسا تَتْو انوب

[جس کے نہ منھ ہے نہ ماتھا ہے ، نہ خوبصورت
ہے نہ بدصورت ، وہ ایک عجیب جوہر ہے پھول کی بو
سے بھی زیادہ لطیف -]

जनम मरन से रहित है, मेरा साहब सोय, (۳)
बलिहारी उस पीउ के, जिन सिरजा सब कोय।

جنم مرن سے رَہت ہے میرا صاحب سوے
بلہاری اس پیو کے جن سِرجا سب کوے

[جو پیدائش اور موت سے آزاد ہے وہ میرا مالک
ہے ، اس محبوب کے قربان جس نے سب کو پیدا کیا -]

साईं मेरा एक तू, और नहि दूजा कोय, (۴)
जो साहब दूजा कहे, दूजा कुल का होय।

سوئی میرا ایک تُو اور نہیں دوجا کوے
جو صاحب دوجا کہے دوجا کل کا ہوے

[میرا ایک تو ہے ، دوسرا کوئی نہیں ہے ، جو دوسرا
مالک کہے وہ دوغلے خاندان کا ہے -]

सरगुन की सेवा करो, निरगुन का करो ज्ञान, (٥)
निरगुन सरगुन से परे, तहीं हमारा ध्यान।

سرگن کی سیوا کرو نرگُن کا کرو گیان
نرگن سرگن سے پرے تہیں ہمارا دھیان

[صفات کی خدمت کرو اور ذات کا علم حاصل کرو ' صفات اور ذات سے جو پرے ہے ہمارا دھیان وہاں ہے -]

तेरा साईं तुझ में बसे, ज्यों पुहुपन में बास, (٦)
कस्तूरी का मृग ज्यों, फिर २ ढूंढे घास।

تیرا سائیں تجھ میں بسے جیوں پُہُوپن میں باس
کستوری کا مرگ جیوں پھر پھر ڈھونڈے گھاس

[تیرا مالک تجھ میں اس طرح ہے جس طرح پھولوں میں بو ' اور تو اُس کو اِدھر اُدھر تلاش کرتا پھرتا ہے جس طرح ہرن اس بات سے بے خبر ہوتا ہے کہ نافہ اس کے جسم میں ہے اور اِدھر اُدھر گھاس میں ڈھونڈتا پھرتا ہے -]

जा कारन जग ढूंढिया, सो तो घटहि मांहि, (٧)
परदा दीया भरम का, ताते सूझत नांहि।

جا کارن جگ ڈھونڈیا سو تو گھٹ ہی مانہہ
پردہ دیا بھرم کا تاتے سوجھت نانہہ

[جس کو تو دنیا بھر میں ڈھونڈتا پھرتا ہے وہ

تجھي میں ہے - شک کا پردہ پڑا ہے اس لئے سوجھتا
نہیں -]

ज्यों तिल माहि तेल है, ज्यों चकमक में आग, (८)
तेरा सांई तुझमें बसे, जाग सके तो जाग।

جیوں تِل ماھیں تیل ہے جیوں چکمک میں آگ
تیرا سائیں تجھ میں بسے جاگ سکے تو جاگ

[تیرا مالک تجھ میں اس طرح ہے جس طرح تِل میں
تیل اور چقماق میں آگ - اگر تو جان سکے تو جان -]

ज्यों नैनन मां पूतरी, त्यों खालिक घट माहि, (९)
मूरख लोग न जानहीं, बाहर ढूंढन जांहि।

جیوں نینن ماں پوتري تیوں کھالک گھٹ مانھ
مورکھ لوگ نہ جانہیں باھر ڈھونڈھن جانھ

[خالق دل میں اُسی طرح ہے جس طرح آنکھ میں
پُتلي ' بیوقوف جانتے نہیں ' باھر ڈھونڈھتے پھرتے ھیں -]

तूं तूं करता तूं भया, मुझमें रही न हूं, (१०)
वारी तेरे नाम पर, जित देखूं तित तूं।

توں توں کرتا توں بھیا مجھ میں رھي نہ ھوں
واری تیرے نام پر جت دیکھوں تت توں

[تُو تُو کرتے کرتے میں تُو ھو گیا ' مجھ میں خودي
باقي نہیں رھي - تیرے نام کے قربان ' جدھر دیکھوں تو
ھي تو ہے -]

खालिक खलक, खलक में खालिक, (11)
सब घट रहो समाय।

کھالک کھلک، کھلک میں کھالک،
سب گھٹ رہو سماے

[خالق ھے خلق میں، اور خلق ھے خالق میں -
سبھوں میں وہ سمایا ھوا ھے -]

اسی خیال کو فارسي کا شاعر یوں نظم کرتا ھے —

در حقیقت نسب عاشق و معشوق یکست
بوالفضولاں صنم و برھمنے ساختہ اند

हेरत हेरत हेरिया, रहा कबीर हेराय, (१२)
बूंद समाई समुद्र में, सेा कित हेरी जाय।

ھیرت ھیرت ھیریا رھا کبیر ھراے
بوند سمائي سمدر میں سو کِت ھیري جاے

[اے کبیر، تھونڈتے تھونڈتے تھونڈھنے والا آپ کھو گیا،
بوند سمندر میں سما گئي، تو کس طرح تھونڈی جاے -]

غالب نے بھي کچھ ایسا ھي خیال نظم کیا ھے —
ھاں اھل طلب کون سنے طعنۂ نایافت
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ھي کو کھو آے

कबिरा दुनिया देहरे सीस नवावन जाय, (१३)
हिरदे ही माँ हरि बसैं, तू ताहि लव लाय।

کَبِرا دنیا دیہرے سیس نواوَن جاے
هردے هی ماں هر بسیں تو تاهی لَو لاے

[اے کبیر ' دنیا مندروں میں سر جھکاتی پھرتی ہے '
ایشور دل میں ہے ' تُو اُسی سے لَو لگا -:]

जैसे बट का बीज , ताहि में पत्र फूल फल छाया , (१४)
काया मध्ये बूंद बिराजे , बूंदे मध्ये काया ।

جیسے بَت کا بیج تاهی میں پَتر پُھول پَھل چھایا
کایا مدّھے بوند براجے بوندے مدّھے کایا

[جیسے برگد کے بیج میں پتّا پھول پھل سایہ سب
کچھ ہوتا ہے ' بوند کے اندر جسم ہے ' اور جسم کے اندر
بوند -]

اس میں یہ نکتہ بھی ہے کہ برگد کا درخت بہت بڑا
اور بیج بہت چھوٹا ہوتا ہے - اسی خیال کو ایک اردو
شاعر نے نظم کیا ہے —

جو تخم میں مجمل ہے مفصل ہے شجر میں

मोको काहां ढूंढा रे बंदे , मैं तो तेरे पास में , (१५)
ना मैं देवल , ना मैं मसजिद , ना काबे कैलास में ।

موکو کہاں ڈھونڈھا رے بندے میں تو تیرے پاس میں
نا میں دیول نا میں مسجد نا کعبے کیلاس میں

[اے بندے ' مجھے کہاں ڈھونڈتا ہے ' میں تو تیرے پاس

ہوں، نہ میں مندر میں ہوں، نہ مسجد میں، نہ کعبہ
میں، نہ کیلاش میں -]

(۱۶)

कर्त्ता है एक अगम है आप,
वाके कोई माई ना बाप।
कर्त्ता को नहीं बंधु औ नारी,
सदा अखंडित है अगम अपारी।
कर्त्ता कुछ खावे ना पीवे,
कर्त्ता कबहुं मरे ना जीवे।
कर्त्ता के कुछ रूप न रेखा,
कर्त्ता के कुछ बरन न भेषा।
जाके जात गोत कछु नाहिँ,
महिमा बरन न जाय मो पाहिँ।
रूप अरूप नहिँ तेहि नांव,
बरन अबरन नहिँ तेहि ठांव।
कहैं कबीर बिचारि कै जाके बरन न गांव,
निराकार और निरगुना पूरन है सब ठांव।

کرتا ہے ایک اگم ہے آپ
واکے کوئی مائی نا باپ
کرتا کو نہیں بندھو او ناری
سدا اکھنڈت ہے اگم اپاری
کرتا کچھ کھاوے نا پیوے
کرتا کبھوں مرے نا جیوے

کرتا کے کچھ روپ نہ ریکھا
کرتا کے کچھ برن نہ بھیکھا
جاکے جات گوت کچھو ناھیں
مہما برن نہ جاے مو پاھیں
روپ اروپ نہیں تےھي نانوں
برن ابرن نہیں تےھي تھانوں
کہیں کبیر بچارکے جاکے برن نہ گانوں
نراکار اور نرگنا پورن ھے سب تھانوں

[کرتا یا خالق اگم ھے، اس تک پہونچنا محال ھے - وہ اتھاہ ھے، وہ آپ سے ھے، نہ اس کے ماں ھے نہ باپ - نہ اس کے بھائي ھے نہ بیوي - وہ ھمیشہ سے ھے، اس کے ٹکڑے نہیں ھو سکتے - وہ اتھاہ ھے اور اس کي کوئي حد نہیں ھے - نہ وہ کھاتا ھے، نہ پیتا ھے، نہ مرتا ھے، نہ جیتا ھے - نہ اس کي شکل ھے نہ صورت، نہ اس کا رنگ ھے نہ بھیس، نہ ذات ھے نہ گوتر - میں اس کی تعریف نہیں کر سکتا - نہ خوبصورت ھے نہ بدصورت، نہ اس کا کچھ نام ھے، نہ رنگین ھے نہ بے رنگ، نہ اس کي کوئي جگہ ھے - کبیر بچار کے کہتے ھیں کہ نہ اس کي کوئي ذات ھے نہ کوئي مقام، نہ اس کي شکل ھے، نہ اس کے صفات ھیں - وہ کامل ھر جگہ موجود ھے -]

کبیر صاحب بُت پرستي اور مُورتي پوجا کے سخت خلاف ھیں - اس سے زیادہ اور کوئي کیا کہے گا ؟

पाहन पूजे हरि मिलैं, तो मैं पूजूं पहार, (१७)
ताते यह चाकी भली, पीस खाय संसार।

پاهن پوجے هري ملیں تو میں پوجوں پہار
تاتے یہ چاکي بھلي پیس کھاے سنسار

[اگر پتھر پوجنے سے خدا ملتا' تو میں پہاڑ کو پوجتا۔
اس سے تو یہ چکي اچھي جس سے لوگ پیس‌کر کھاتے
هیں' یعني چکي کا پتھر کسی کام تو آتا هے' مورتي تو
کسي کام نہیں آتي -]

دنیا بدگمانوں اور مذاق اُڑانے والوں سے خالي نہیں - یہ
ظالم نہ بندہ کو چھوڑتے هیں نہ خدا کو' نہ انسان کو نہ
پرماتما کو - ستم ظریف کہتے هیں کہ بُت پرست اور موحد
میں سگن اُپاسنا اور نرگن اُپاسنا میں کون سا بڑا فرق هے ؟
اصلیت دونوں کي ایک هے - بت پرست اپنے هاتھ سے اپنا
خدا تراشتا هے - موحد اپنے تخیل سے' اپنے دماغ سے' اپنا خدا
خلق کرتا هے - هر حالت میں اپنے معبود کا خالق انسان
هے - موحد کو اختیار هے کہ وہ اپني انانیت کي تشفي کے
لئے کہہ لے کہ وہ بت پرست سے برتر هے' مگر سچ پوچھئے
تو یہ سب ایک هي تھیلي کے چٹّے بٹّے هیں اور بنیاد ان
کي انسانی کمزوري اور ضعیف‌الاعتقادي پر هے - خیر' یہ
دوسرا قصہ هے - اس کو جانے دیجئے اور نفس مطلب کي
طرف رجوع کیجئے -

کبیر صاحب پیر اور اولیا کو بھي نہیں مانتے -

कर्त्ता एक और सब बाजी, (۱۸)
ना कोई पीर मसायख काजी।

کرتا ایک اور سب باجي
نا کوئی پیر مسائکھ کاجي

[کرنےوالا ایک هے اور سب کھیل هے - نه کوئي پیر هے ' نه مشائخ ' نه قاضي -]

कबिरा सोई पीर है जो जाने पर पीर, (۱۹)
जो पर पीर न जानिए सो काफिर बे पीर।

کَبِرا سوئي پیر هے جو جانے پر پیر
جو پر پیر نه جانئے سو کاپھر بے پیر

[کبیر وهي پیر هے جو دوسروں کي تکلیف کو جانے' جو دوسروں کي تکلیف نهیں جانتا وہ کافر بےپیر هے -]

کبیر صاحب اُوتاروں کو بھي نهیں مانتے - اُن کا معبود مکان اور زمان کي قید سے آزاد هے - ان کا یه عقیدہ هے کہ نِرگن کے واسطے سرگن باعث حجاب هے اور پرستار صفات ادراک ذات سے محروم رهتے هیں -

तेहि साहब के लागू साथा, (۲۰)
दुई दुख मेट के होहु सुनाथा।
दसरथ कुल अवतरि नहिँ आया,
नहिँ लंका के राय सताया।
नहिँ देवकी के गरभहिँ आया,

नहिँ जसोदा गोद खिळाया।
पृथ्वी रमन दमन नहिँ करिया,
बैठ पताल नहीं बलि छळिया।
नहीं बळिराय सों मांडी रारी,
नहि हिरनाकस वघल पछाड़ी।
रूप बराह धरन नहि धरिया,
छत्री मार निछत्री न करिया।
नहि गोबरधन कर पर धरिया,
नहि गोवाल संग बन बन फिरिया।
गंडक शाळिग्राम न शेळा,
मत्स्य कच्छ ह्वै नहिँ जल हेळा।
द्वारवती में शरीर न छांड़ा,
ले जगन्नाथ पिँड नहि गाड़ा।
कहहिँ कबीर पुकारि कै वा पंथे मत भूळ,
जे हिय राखे अनुमान करि थूल नहि अस्थूल।

تے هي صاحب کے لاگو ساتها
دوئي دکه میٹ کے هو هو سناتها
دسرتھ کل اوتري نهیں آیا
نهیں لنکا کے راے ستایا
نهیں دیوکي کے گربه هیں آیا
نهیں جسودا گود کهلایا
پرتهوی رمن دمن نهیں کریا
بیٹھ پتال نهیں بلي چهلیا

نہیں بلی راے سوں مانگی داری
نہیں ہرناکس بگھل پچھاڑی
روپ براہ دھرن نہیں دھریا
چھتری مار نچھتری نہ کریا
نہیں گوبردھن کر پر دھریا
نہیں گوال سنگ بن بن پھریا
گنڈک شالگرام نہ شیلا
متسیہ کچھ ہوے نہیں جل ہیلا
دوارونی میں شریر نہ چھانڑا
لے جگناتھ پنڈ نہیں گاڑا
کہی ہی کبیر پکارکے وا پنتھے مت بھول
جے ہی راکھے انومان کری تھول نہیں استھول

اس نظم میں کبیر داس جی آوتاروں کے وجود سے صاف صاف انکار کرتے ہیں - وہ مختلف اوتاروں کا اور ان کے کارناموں کا ذکر کرتے ہیں - رامچندر جی اور لنکا کی فتح ' کرشن جی اور گوبردھن کا اُٹھانا اور گوالوں کے ساتھ پھرنا ' پرسرام جی کا چھتریوں کو مارنا ' بامن آوتار کا راجہ بلی سے پرتھوی دان میں حاصل کرنا ' وغیرہ ' وغیرہ ' اور آخر میں کہتے ہیں کہ آوتاروں کے پنتھ کے جھگڑوں میں مت پڑو - ایشور جو ہے وہ تھول یعنی ساکار یا شکل و صورت رکھنے والا نہیں ہے بلکہ استھول یعنی نراکار ہے -]

दस अवतार ईश्वरी माया कर्त्ता के जन पूजा , (۲۱)

कहे कबीर सुनो हो संतो उपजे खपे सो दूजा।

دس اوتار ایشوري مایا کرتا کے جن پوجا
کہے کبیر سنو ہو سنتو اُپجے کھپے سو دوجا

[دس اوتار ایشور کي مایا هیں جن کو لوگ کرتا سمجھ کے پوجتے هیں - جو پیدا هوتا ہے اور مرتا ہے وہ کوئي دوسرا ہے - میرا ایشور نہیں ہے -]

کبیر صاحب رام کا ذکر کرتے هیں - مثلاً

राम का नाम चौ बेद का मूल है।

رام کا نام چو بید کا مول ہے

[رام کا نام چاروں ویدوں کی جڑ ہے -]

निरगुन राम निरगुन राम जपो रे भाई।

نرگن رام نرگن رام جپو رے بھائي

[بھائیو ، نرگن رام کو جپو -]

مگر ان کا مطلب اجودھیا کے رامچندر جي سے نہیں هوتا ، بلکہ اُسي ذات واحد و لاشریک سے جس کو وہ رام ، رحیم ، اَچھے پُرُس ، وغیرہ کہتے هیں -

दसरथ सुत तिहुं लोक बखाना, (۲۲)
राम नाम का मरम न जाना।

دسرتھ سُت تِہوں لوک بکھانا
رام نام کا مَرَم نہ جانا

[دسرتھ کے بیٹے کا ساری دنیا میں بیان ہوتا ہے - رام نام کے بھید کو کوئی نہیں جانتا -]

وہ سوائے اس ایک ذات کے کسی چیز کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے -

नाम बिना बेकाम है छप्पन कोट बिलास, (۲۳)
का इंद्रासन बैठ लो का बैकुंठ निवास।

نام بنا بے کام ہے چھپن کوت بلاس
کا اندراسن بیٹھ لو کا بیکنٹھ نواس

[نام کے بغیر چھپن کرور سُکھ بےکار ہیں ' چاہے اِندر کے تخت پر بیٹھو چاہے بیکنٹھ میں رہو -]

लूट सके तो लूट ले सत् नाम की लूट, (۲۴)
पीछे फिर पछतावगे प्रान जायेंगे छूट।

لوت سکے تو لوت لے ستّ نام کی لوت
پیچھے پھر پچھتاؤگے پران جائیں گے چھوت

[ست نام کی لوت جہاں تک بنے لوت لو ' ورنہ مر جاؤگے تو پچھتاؤگے -]

दीपक जोया ज्ञान का देखा अपरम देव, (۲۵)
चार बेद की गम नहीं जहां कबिरा सेव।

دیپک جویا گیان کا دیکھا اپرم دیو
چار بید کی گم نہیں جہاں کبیرا سیو

[گیان کا چراغ جلاکر بھگوان کو دیکھا - جہاں کبیر سیوا کرتا ھے وھاں چاروں ویدوں کي پہونچ نہیں ھے -]

(۲) بھکتي اور پریم

بھکتي کبیر صاحب کا خاص مضمون ھے ' اور اس کے بیان سے وہ کبھی نہیں تھکتے - بار بار مختلف اور متعدد طریقوں سے اس کو بیان کرتے ھیں - کبھي خدا کو مالک اور اپنے تئیں بندہ کہتے ھیں ' کبھی عاشق و معشوق ' کبھي دُلھا دُلھن کا رشتہ قائم کرتے ھیں ' یہاں تک کہ اپنے تئیں رام کا کُتّا کہتے ھیں ' اور خوش ھوتے ھیں - یہي رنگ صوفیوں کا ھے ملاحظہ ھو —

" میر تقي میر نے اپني خود نوشتہ سوانح عمري میں جس کا نام " ذکر میر " ھے لکھا ھے کہ ان کے والد جو ایک صوفي منش بزرگ تھے اور شب و روز یاد الھي میں مصروف رھتے تھے عالم محویت میں فرمایا کرتے تھے : — اے پسر عشق بورز - عشق است کہ درین خانہ متصرف ست - اگر عشق نمي بود نظم کل صورت نہ می بست - بے عشق زندگي وبال ست - دل باختہ عشق بودن کمال ست - عشق بسازد عشق بسوزد در عالم ھرچہ ھست ظھور عشق است ' آتش سوز عشق است ' باد اضطراب عشق است - آب رفتار عشق ست - خاک قرار عشق است - موت مستی عشق است - حیات ھشیاري عشق است - شب خواب عشق است - روز بیداري عشق است - مسلم جمال عشق است - کافر جلال عشق است - صلاح قریب عشق است - گناہ بُعد عشق است -

بہشت شوق عشق است - دوزخ ذوق عشق است - مقام عشق از عبودیت و عارفیت و زاهدیت و صدیقیت و خلوصیت و مشتاقیت و خلیلیت و حبیبیت برتر است" - ("هماري شاعري" مصنفه سید مسعود حسن رضوي - طبع دوم - صفحه ۹۸ -)

[اے بیتے ، عشق اختیار کر - اس کارخانه میں عشق هي کی حکومت هے - اگر عشق نه هوتا انتظام عالم صورت نه پکڑتا - عشق کے بغیر زندگي وبال هے - عشق کو دل دے دینا کمال هے - عشق بناتا هے ، عشق جلاتا هے - دنیا میں جو کچھ، هے عشق کا جلوه هے - آگ عشق کي گرمي هے ، هوا عشق کي بے چیني هے ، پاني عشق کی رفتار هے ، خاک عشق کا قیام هے - موت عشق کي بیهوشي هے ، زندگي عشق کي هوشیاري هے ، رات عشق کي نیند هے ، دن عشق کا جاگنا هے - مسلم عشق کا جمال هے ، کافر عشق کا جلال هے ، نیکي عشق کي قُربت هے ، گناه عشق سے دوري هے ، بہشت عشق کا شوق هے ، دوزخ عشق کا ذوق هے ، عشق کی منزل عبودیت اور عارفیت اور زاهدیت اور صدیقیت اور خلوصیت اور مشتاقیت اور خلیلیت اور حبیبیت سب سے بالاتر هے -]

کبیر کی بھکتي نِشکام اور بے لوث هے - کوئي غرض اس میں شامل نہیں -

जब लग है बेकुंठ की आसा,
तब लग न हरि चरन निवासा।

جب لگ هے بیکنٹھ کي آسا
تب لگ نه هري چرن نواسا

[جب تک بہشت کي امید هے تب تک هري کے قدموں
کے نیچے نہیں رہ سکتے -]

اسي مضموں کو پنڈت برج نراین چکبست مرحوم نے
نظم کیا هے - کہتے هیں —

چمن زار محبت میں اسي نے باغباني کي
کہ جس نے اپني محنت هي کو محنت کا ثمر جانا

کرم کانڈ ' گیان ' ریاضت ' یوگ ' اِن سب سے وہ عشق الٰهي
کو برتر سمجھتے هیں - بھکت هر شخص هو سکتا هے ' امیر
هو یا مفلس ' برهمن هو یا شودر - اس وجہ سے کبیر صاحب
ذات کي تفریق کو نہیں مانتے اور اس کي مذمت کرتے
هیں ' یہاں تک کہ بارگاہ ایزدي میں مسلمان هندو کے فرق
کو بھي تسلیم نہیں کرتے - دیکھئے :—

जब लग नाता जगत का, तब लग भगत न होय, (۱)
नाता तोड़े हरी भजे, भगत कहावे सोय।
جب لگ ناتا جگت کا تب لگ بھکت نہ هوے
ناتا توڑے هري بھجے بھکت کہاوے سوے

[جب تک دنیا سے تعلق هے اُس وقت تک بھکت
نہیں هو سکتا - جو دنیا سے قطع تعلق کرکے خدا کو یاد
کرے وہ بھکت کہلائےگا -]

कामी, क्रोधी, लालची, इन तीन भक्त न होय, (۲)
भक्ति करे कोई सूरमा, जाति बरन कुल खोय।

کامی کرودھي لالچي اِن تهن بهکت نه هوے
بهکتي کرے کوئي سورما جاتي برن کُل کهوے

[اهل هوس ' غصه کرنے والا ' لالچي ' یه تینوں بهکت نہیں هو سکتے - بهکت وه بهادر هو سکتا هے جو ذات ' برن ' اور خاندان کو کهو دے -]

जल ज्यों प्यारा माछरी, लोभी प्यारा दाम, (۳)
माता प्यारा बालिका, भक्त प्यारा नाम।

جل جیوں پیارا ماچهري لوبهي پیارا دام
ماتا پیارا بالکا بهکت پیارا نام

[مچهلي کو جس طرح پاني پیارا هے ' اور لالچی کو روپیه ' جس طرح ماں کو بچه پیارا هے ' اُسی طرح بهکت کو ایشور کا نام -]

भक्ति गेंद चौगान की, भावे कोई ले जाय, (۴)
कह कबीर कुछ भेद नहीं, कहा रंक कह राय।

بهکتي گیند چوگان کي بهاوے کوئي لے جاے
که کبیر کچهه بهید نہیں کہا رنک که راے

[بهکتي چوگان کے گیند کي طرح هے ' جو چاهے لے جاے - اس میں امیر اور غریب میں کچهه فرق نہیں هے -]

अरब खरब लों दरब है, उदय अस्त लों राज, (۵)
भक्ति महातम ता तले, यह सब कौने काज।

ارب کھرب لوں درب ھے ، اُدے است لوں راج
بھکتي مہاتم تاتلے یہ سب کونے کاج

[ارب کھرب روپیہ اور پورب سے پچھم تک کا راج ،
بھکتي کے سامنے سب ھیچ ھیں -]

और करम सब करम है, भक्ति कर्म निष्कर्म, (۶)
कहे कबीर पुकारि कै, भक्ति करो तजि धर्म।

اور کرم سب کرم ھے بھکتي کرم نش کرم
کہے کبیر پکارکے بھکتي کرو تج دھرم

[اور سب کرم مطلب کے ھیں ، بھکتي کا کرم بے
غرض ھے ، کبیر پکار کے کہتا ھے دھرم کو چھوڑ کر
بھکتي کرو -]

यह तो घर है प्रेम का, खाला का घर नांहि, (۷)
सीस उतारे भुंई धरे, तब बैठे घर माँहि।

یہ تو گھر ھے پریم کا خالہ کا گھر نانہہ
سیس اتارے بھوئیں دھرے تب بیٹھے گھر مانہہ

[یہ پریم کا گھر ھے ، خالہ جي کا گھر نہیں ھے -
سر اُتار کر زمین پر رکھے تب اس گھر میں داخل ھو -]

कबीर भाटी कलाळ की, बहुतक बैठे आय, (۸)
सर सौंपे सोई पिवे, नहिं तो पिया न जाय।

کبیر بھاٹي کلال کي بَہو تک بیٹھے آے
سر سونپے سوئي پیوے نہیں تو پیا نہ جاے

[کبیر کلوار کي ایک بھٹي ھے ' بہت لوگ آکر بیٹھے ' جو اپنا سر دے وہ پئے ' ورنہ نہیں پي سکتا -]

प्रेम न बाड़ी ऊपजे, प्रेम न हाट बिकाय, (९)
राजा प्रजा जोहि रुचे, सीस देइ लै जाय।

پـریم نہ باڑي اوپجے پریم نہ ھاٹ بکائے
راجہ پرجا جوھي رُچے سیس دے ئي لے جائے

[پریم نہ باغ میں پیدا ھوتا ھے ' نہ بازار میں بکتا ھے ' راجہ پرجا جو پسند کرے سر دے کر لے جاے -]

जब मैं था तब गुरु नहीं, जब गुरु है तब हम नाहिँ, (१०)
प्रेम गली इत सांकरी, ता में दो न समाहिँ।

جب میں تھا تب گورو نہیں جب گورو ھے ھم نانھ
پریم گلي ات سانکری تـا مـیں دو نـہ سـمـانـھ

[جب میں تھا تب گُرو نہ تھا ' جب گُرو ھے تو میں نہیں ھوں - یعني جب تک مجھہ میں خودي تھي اس وقت تک گُرو کا پریم حاصل نہیں ھوا تھا ' جب گرو کا پریم حاصل ھوا تو خودي جاتي رھي - پریم کی گلي اتني تنگ ھے کہ اس میں دو نہیں سما سکتے -]

जो घट प्रेम न संचरे, सो घट जान मसान, (११)
जैसे खाल लोहार की, सांस लेत बिन प्रान।

جو گهت پریم نه سنچرے سو گهت جان مسان
جیسے کهال لہار کی سانس لیت بن پران

[جس دل میں پریم نہیں اُتهتا وہ دل مرگهت کي طرح هے ' جیسے لوهار کی دهونکني بغیر جان کے سانس لیتی هے -]

पिया चाहै प्रेमरस, राखा चाहै मान, (۱۲)
एक मियान में दो खड़्ग, देखा सुना न कान।

پیا چاهے پریم رس رکها چاهے مان
ایک میان میں دو کهرگ دیکها سنا نه کان

[تو پریم کا رس پینا چاهتا هے اور خودي کو قائم رکهنا چاهتا هے ' ایک میان میں دو تلواریں نه دیکهیں نه کان سے سنیں -]

कबीर प्याला प्रेम का, अंतर लिया लगाय, (۱۳)
रोम रोम में रम रहा, और अमल क्या खाय।

کبیر پیاله پریم کا انتر لیا لگاے
روم روم میں رم رها اور امل کیا کهاے

[کبیر نے پریم کا پیاله پی لیا ' اس کے هر موے تن میں وہ بس گیا هے ' اور نشه وہ کیا کهائے ؟]

राता माता नाम का, पिया प्रेम अघाय, (۱۴)
मतवाला दीदार का, मांगे मुक्ति बलाय।

راتا ماتا نام کا پیا پریم اگھاے
متوالا دیدار کا مانگے مکت بلاے

[نام میں محو هے ' نام میں مست هے ' پریم کا پیالہ
بهر هوکر پي لیا هے - وہ دیدار کا متوالا هے ' اس کي بلا
مکتي مانگے ' یعني عاشقان الهي مکتي یا نجات سے
بهي بے نیاز هیں -]

हरि से तू जिन हेत कर, कर हरि जन से हेत, (१५)
माल मुलुक हरि देत हैं, हरि जन हरहिं देत।

هري سے تو جِن هیت کر کر هري جَن سے هیت
مال ملک هری دیت هیں هري جَن هر هیں دیت

[تو الله سے محبت مت کر ' بلکہ الله والوں
سے محبت کر - الله مال ملک دیتا هے اور الله والوں
سے الله ملتا هے -]

प्रीतम को पतियां लिखूं, जो कहुं होय बिदेस, (१६)
तन में मन में नैन में, ताको कहां संदेस।

پریتم کو پتیاں لکھوں جو کہوں هوے بدیس
تن میں من میں نین میں تاکو کہاں سندیس

[اگر محبوب پردیس میں هو تو اس کو خط لکھوں '
وہ تو میرے بدن میں ' من میں ' آنکھوں میں سمایا هوا
هے ' اس کو سندیسا کیا بهیجوں ؟]

अग्नि आंच सहना सुगम, सुगम खड़ग की धार, (१७)

नेह निभावन एक रस, महा कठिन ब्योपार।

اگن آنچ سہنا سگم سگم کھڑگ کي دھار
نیہہ نبھاوں ایک رس مہا کٹھن بیوپار

[آگ کي آنچ سہنا اور تلوار کي دھار ' یہ سہل ہے - محبت کو یکساں نباہ دینا یہ بڑا سخت کام ہے -]

सुमरन सुरत लगाय कै, मुख से कछु न बोल, (۱۸)
बाहर के पट देइ कै, अंतर के पट खोल।

سمرن سرت لگاے کے مکھ سے کچھو نا بول
باھر کے پٹ دے اي کے انتر کے پٹ کھول

[اس کي یاد کر ' اس کا دھیان کر ' مگر منھ سے کچھ نہ بول - باھر کے دروازے بند کرکے اندر کے دروازے کھول دے -]

सबहिं तरु तर जाय कै, सब फल लीन्हूं चीख, (۱۹)
फिर फिर मांगत कबीर है, दरसन ही की भीख।

سب ھي ترو تر جاے کے سب پھل لینھو چیکھ
پھر پھر مانگت کبیر ھے درسن ھي کي بھیکھ

[سب پیڑوں کے نیچے جاکر سب کے پھل چکھ لئے - کبیر تو بار بار درشن ھي کي بھیک مانگتا ھے -]

कबीर कुत्ता राम का, मोतिया मेरा नांव, (۲۰)
गले राम की जीवड़ी, जित खींचें तित जांव।

کبیر کوتا رام کا مُتیا میرا نانوں
گلے رام کی جیوڑی جت کھینچیں تت جاؤں

[کبیر رام کا کتا ہے ، میرا نام موتی ہے ، گلے میں رام کی رسی پڑی ہے ، جہاں کھینچتے ہیں وہاں جاتا ہوں -]

سنا ہے کہ میرزا غالب نے لڑکپن میں کنکوے کے لئے یہ شعر کہا تھا —

رشتۂ در گردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

मेरा मुझमें कुछ नहीं, जो कुछ है सो तोर, (२१)
तेरा तुझको सौंपते, क्या लागत है मोर।

میرا مجھ میں کچھ نہیں جو کچھ ہے سو تور
تیرا تجھ کو سونپتے کیا لاگت ہے مور

[میرے پاس کوئی شے میری نہیں ، جو کچھ ہے تیرا ہے - تیری چیز تجھ کو دیتے میرا کیا لگتا ہے ؟]

तुम तो समरथ साइयां, दृढ़ करि पकड़ो बांह, (२२)
धुरहि पै पहुंचाइयो, जनि छाड़ो मग मांहि।

تم تو سمرتھ سائیاں درڑھ کری پکڑو بانہہ
دُھر ہی پے پہونچایو جنی چھاڑو مگ مانہہ

[اے مالک ، تم قوی ہو ، میری بانہہ مضبوط پکڑو - دُھر تک پہونچا دینا ، راستہ میں نہ چھوڑ دینا -]

पतिव्रता पति को भजे, और न आन सहाय, (۲۳)
सिंह बचा जौ लंघना, तौभी घास न खाय।

پتی‌برتا پت کو بھجے اور نہ آن سہاے
سِنگھ بچہ جو للگھنا تو بھي گھاس نہ کھاے

[وفادار عورت اپنے خاوند کو یاد کرتي ھے ' اسے اور کوئي اچھا نہیں لگتا - شیر کا بچہ اگر فاقہ بھي کرتا ھے تو گھاس نہیں کھاتا -]

भुक्ति मुक्ति माँगौं नहीं, भक्ति दान दे मोंहि, (۲۴)
और कोई याचूं नहीं, निसिदिन याचूं तोंहि।

بُھکتي مکتي مانگو نہیں بَھکتی دان دے مونھ
اور کوئي یاچوں نہیں نس دن یاچوں توہ

[دنیا کا آرام نہیں مانگتا ' مُکتي نہیں مانگتا ' مجھے بھکتي دے ' اور کچھ نہیں مانگتا ' رات دن تجھي کو مانگتا ھوں -]

द्वार धनी के पड़ि रहै, धका धनी का खाय, (۲۵)
कबहूं धनी निवाजहिं, जो दर छाड़ि न जाय।

دوار دھنی کے پڑ رھے دھکا دھني کا کھائے
کب ھوں دھني نواجھیں جو در چھاڑ نہ جاے

[امیر کے دروازے پر پڑا رھے ' امیر کے دھکے کھاے ' اگر دروازہ چھوڑ کر نہیں جاےگا تو کب تک امیر توجہ نہیں کرےگا -]

हरि जननी, मैं बालक तेरा, (۲۶)
कस नहीं बकसो औगुन मेरा।

هري جنني میں بالک تیرا
کس نہیں بکسو اوگن میرا

[خدا میري مان ھے ' اور میں اس کا بچہ ھوں -
میرے قصور کیسے نہیں معاف کرےگا ؟]

दुलहिन गाओ मंगल चार, (۲۷)
हमरे घर आये राम भतार।

دُلہن گاؤ منگل چار
ھمرے گھر آئے رام بھتار

[اے دُلھن ' مبارکباد گاؤ ' ھمارے گھر رام ایسے
دُولھا آئے -]

کبھي کبھی اپني محبت کي استواري پر نازاں ھوکر
شوخي اور بےباکي سے گفتگو کرتے ھیں -

अब तोहे जान न दीहूं राम प्यारे, (۲۸)
ज्यों भावे त्यों होहु हमारे।

اب توھے جان نہ دیہوں رام پیارے
جیوں بھاوے تیوں ھوھو ھمارے

[رام پیارے ' تم کو اب جانے نہ دونگا ' جس طرح
چاھو تم ھمارے ھوکر رھو -]

ایک ایسا ھي دوھا سور داس جی کا مشھور ھے - روایت یہ ھے کہ چونکہ اندھے تھے جو کچھ کھتے تھے ایک محرر لکھ لیتا تھا - ایک روز محرر نہ تھا کرشن جي اس کي جگہ خود آ گئے ' اور سور داس جي کا کلام لکھنے لگے - سور داس جی نے محسوس کیا کہ محرر اس کے قبل کہ الفاظ مُنھ سے نکلیں ان کو لکھ لیتا ھے ' اور اس کے پہلے کہ وہ اپنے خیالات کو ظاھر کریں وہ خیالات کاغذ پر درج ھو جاتے ھیں ' وہ سمجھ گئے کہ یہ میرا محرر نہیں ھے بلکہ کرشن جي خود ھیں ' اور انھوں نے اُن کا ھاتھ پکڑ لیا ' مگر کرشن جي اپنا ھاتھ چھڑا کر غائب ھو گئے - تب سور داس جي نے کہا —

कर झिटकाये जात हो, दूर्बळ जानि कै मोंहि,
हिरदै से जब जाओगे, मर्द बखानूं तोहि।

کر جھٹکے جات ھو دربل جان کے مونھ
ھردے سے جب جاؤگے مرد بکھانوں توہ

[مجھ کو کمزور جان کے ھاتھ جھٹک کر چلے جاتے ھو ' میں تم کو جب مرد جانوں کہ میرے دل سے چلے جاؤ -]

اس کو پریم ڈھٹائي کھتے ھیں -

جیسا کہ میں کہ چکا ھوں ' بھکتي کے راستے میں سب برابر ھیں ' برھمن اور شودر میں کچھ فرق نہیں ھے -

بندۂ عشق شدی ترک نسب کن جامی
کہ درین راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

اس کی مثالیں بھی دیکھئے —

एक बूंद, एक मळ मूतर, एक चाम का गूदा, (۲۹)
एक जोति हिं सब उपजा, कौन बहमन कौन सूदा।

ایک بوند ایک مل موتر ایک چام کا گودا
ایک جوتی ھیں سب اُپجا کون بہمن کون سودا

[ایک قطرہ، ایک پاخانہ، ایک پیشاب، ایک چمڑے کا گودا، ایک نور سے سب پیدا ہوئے ھیں - کون برھمن ھے، کون شودر؟]

जाति न पूछो साधु की, पूछि लीजै ज्ञान, (۳۰)
मोल करो तरवार का, पड़ा रहन दो म्यान।

جاتی نہ پوجھو سادھو کی پوچھی لیجے گیان
مول کرو تروار کا پڑا رھن دو میان

[سادھو کی ذات نہ پوچھو، اس کا گیان دریافت کر لو - تلوار کے دام چکاؤ، میان کو پڑا رھنے دو -]

(۳) مذهب كي نمائش

کبیر صاحب چونکہ صاحب دل تھے صفائے باطن کي قدر جانتے تھے اور سچے پریم کو برتتے تھے - اس واسطے مذهب کي نمائش اور ظاهري رسم و رواج سب ان کي نظر میں هیچ تھے - ان کا اصول ھے بھکتي اور عشق الهي - اگر دل صاف هوگا اور ایشور کی بھکتي دل میں هوگي تو افعال آپ سے آپ درست هو جاویںگے - اگر دل صاف نہیں ھے اور اس میں محبت کا جذبہ نہیں ھے تو مذهب کا ظاهري ٹھاٹ فضول ھے ، بلکہ ریا ھے ، اور اس واسطے گناہ - وہ وید اور کتاب (قرآن) ، پنڈت اور قاضي کا مذاق اُڑاتے هیں اور ریا کاري اور جھوٹي نمائش کے خطرہ سے لوگوں کو متنبہ کرتے هیں -

माला फेरत युग भया, फिरा न मन का फेर, (۱)
कर का मनका डारि दै, मन का मनका फेर।

مالا پھیرت جگ بھیا پھرا نہ من کا پھیر
کر کا منکا ڈار دے من کا منکا پھیر

[مالا پھیرتے جگ بیت گئے ، من کا پھیر دور نہ هوا - هاتھ کا دانہ چھوڑ دے ، من کا دانہ پھیر -]

माला तो कर में फिरे, जीभ फिरे मुख मांहि, (۲)
मनवा दहुं दिस फिरे, यह तो सुमिरन नांहि।

مالا تو کر میں پھرے جیبھ پھرے مُکھ مانھ
منوا تو دَھوں دِس پھرے یہ تو سُمرن ناتھ

[مالا هاتھ میں پھرتي هے ' زبان مُنھ میں پھرتي هے ' من دس طرف بھٹکا هوا هے ' اس کو یاد الهي نهیں کهتے -]

हम तो योगी मनहि के, तन के हैं ते और, (۳)
मन का योग लगावते, दसा भई कुछ और।

هم تو جوگي من هي کے تن کے هیں تے اور
من کا جوگ لگاؤتے دسا بھئي کچھ اور

[هم تو من کے جوگي هیں ' تن کے جوگي اور هوتے هیں - من کا جوگ کرتے هماري تو اور هي حالت هو گئي -]

पढ़ पढ़ के पत्थर भये, लिख लिख भये जो ईंट, (۴)
कबिरा अंतर प्रेम की, लागी नीक न छींट।

پڑھ پڑھ کے پتھر بھئے لکھ لکھ بھئے جو اینٹ
کبرا انتر پریم کي لاگي نیک نہ چھینٹ

[پڑھ پڑھ کے پتھر هوے اور لکھ لکھ کے اینٹ هوے ' پریم کي ذرا سي چھینٹ بھي نهیں پڑي -]

नाम भजो मन बस करो, यही बात है तंत, (۵)
काहे को पढ़ पच मरो, कोटिन ज्ञान ग्रंथ।

نام بهجو من بس کرو یهي بات هے تنت
کاهے کو پڑھ پچ مرو کوتن گیان گرنتھ

[نام بهجو اور من کو بس میں کرو ' یهي بات اصلي هے - کروڑوں گیان کي کتابیں پڑھ کر کیوں مرے جاتے هو ؟]

पंडित और मशालची, दोनों सूझे नांहि, (٦)
औरन को कर चांदना, आप अंधेरे मांहि।

پنڈت اور مشالچي دونوں سوجھے نانھ
اورن کو کر چاندنا آپ اندھیرے مانھ

[پنڈت اور مشعلچي دونوں کو نهیں سوجهتا ' اوروں کو روشني دکهاتے هیں ' آپ اندهیرے میں رهتے هیں -]

साईं से सांचा रहो, सांईं सांच सहाय, (٧)
भावें लंबे केस रख, भावें घोट मुंडाय।

سائیں سے سانچا رهو سائیں سانچ سہاے
بهاویں لمبے کیس رکھ بهاویں گهوت منڈاے

[مالک سے سچے رهو - سچ مالک کو پسند هے ' چاهے لمبے بال رکهو چاهے سر منڈاؤ -]

आचारी सब जग मिला, बिचारी न कोय, (٨)
कोटि अचारी बेरिए एक बिचारी जो होय।

آچاري سب جگ ملا بچاري نه کوے
کوٹ اچاري بیرئے ایک بچاري جو هوے

آچار = مذهب کي ظاهري نمائش - بچاري = سمجهنےوالا اور جاننےوالا -

[ظاهر دار تو ساری دنیا هے ' بچاري کوئي نهیں هے - اگر ایک بچاري ملے تو اس پر ایک کرور ظاهردار قربان کر دیجئے -]

फूटी आंख विवेक की, लखे न संत असंत, (۹)
जाके संग दस बीस हैं, ता का नाम महंत।

پهوٹی آنکه وِویک کي لَکهے نه سنت اسنت
جاکے سنگ دس بیس هیں تا کا نام مهنت

[سمجه کي آنکه پهوٹ گئي ' سنت اور اسنت نهیں دکهائی دیتے - جس کے ساته دس بیس هیں اس کا نام مهنت هے -]

کبیر صاحب هندو اور مسلمان دونوں کو پهٹکارتے هیں اور روزه ' نماز ' حج ' شرادهه ' ایکادشي ' تیرته یاترا ' کرم کانڈ ' کی اُنهوں نے جي کهول کر مذمت کی هے -

मथुरा भावें, द्वारका भावें जायें जगन्नाथ, (۱۰)
साधु संगत हरि भजन बिन, कछु न आवे हाथ।

متهرا بهاویں دوارکا بهاویں جائیں جگن ناته
سادهو سنگت هر بهجن بن کچهو نه آوے هاته

[چاهے متهرا جاویں ' چاهے دوارکا جاویں ' چاهے جگن ناته جاویں ' سادهو کي سنگت اور ایشور کے بهجن کے بغیر کچه هاته نهیں آتا -]

पूजा सेवा नेम ब्रत, गुड़िया का सा खेल, (۱۱)

پوجا سیوا نیم برت گُڑین کا سا کھیل

[پوجا ، سیوا ، نیم ، برت ، یہ سب گُڑیوں کا کھیل ہے -]

नहाय धोय क्या भया , जो मन मैल न जाय , (११)
मीन सदा जल में रहे , धोये बास न जाय ।

نہائے دھوئے کیا بھیا جو من میل نہ جاے
مِین سدا جل میں رہے دھوئے باس نہ جاے

[نہانے دھونے سے کیا ہوتا ہے اگر من کا میل نہ دور ہو ؟ مچھلی ہمیشہ پانی میں رہتی ہے مگر پانی سے دھونے سے بھی اس کی بو نہیں جاتی -]

ना मैं बकरी, ना मैं भेड़ी, ना मैं छुरी गंड़ास में , (१२)
नहीं खाल में, नहीं पूंछ में, ना हड्डी ना मांस में ,
ना मैं देवळ, ना मैं मसजिद, ना काबे कैळास में ,
ना तेा कौनेा किरिया करम में , नहीं येाग बैराग में ,
खेाजी हेाय तेा तुरतै मिलि हैां पल भर की ताळास में ।

نا میں بکری نا میں بھیڑی نا میں چھری گنڑاس میں
نہیں کھال میں نہیں پونچھ میں نا ہڈی نا ماس میں
نا میں دیول نا میں مسجد نا کعبے کیلاس میں
نا تو کونو کریا کرم میں نہیں جوگ بیراگ میں
کھوجی ہوے تو ترتے ملی ہوں پل بھر کی تالاس میں

[نہ میں بکری میں ہوں ، نہ بھیڑی میں ، نہ چھری میں ، نہ گنڈاسے میں ، نہ میں کھال میں ہوں ، نہ دم

میں ، نہ هتّی میں ، نہ گوشت میں - نہ میں مندر میں
هوں ، نہ مسجد میں ، نہ کعبے میں ، نہ کیلاس میں - نہ
کسي کریا کرم میں هوں ، نہ جوگ بیراگ میں هوں - اگر میرا
تھونڈنے والا هو تو پل بھر کي تلاش میں مل جاتا هوں -]

(۱۴)

सबहि मद्‌माते कोई न जाग,
संगहि चोर घर मूसन लाग,
योगी मद्‌माते योग ध्यान,
पंडित मद् माते पढ़ि पुरान,
तपसी मद्‌माते तप के भाव,
संन्यासी मद्‌माते कर हमएव,
मौलाना मद्‌माते पढ़ि मुसाफ,
काजी मद्‌माते किये इनसाफ।

سب هي مدماتے کوئي نہ جاگ
سنگ هي چور گھر موسن لاگ
یوگي مدماتے یوگ دھیان
پنڈت مدماتے پڑھ پوران
تپسي مدماتے تپ کے بھاو
سنیاسی مدماتے کر همیو
مولانا مدماتے پڑھ مصاف
کاجي مدماتے کئے انصاف

[سب مست هیں ، کوئي هوشیار نهیں ، گھر کو چور
موس رهے هیں - یوگي اپنے دھیان میں مست هیں ، پنڈت

پران پڑھ کے مست ھیں - تپسي تپ کے بھاؤ میں ' اور سنیاسي اپني خودي میں مست ھیں ' مولانا قرآن پڑھ کر اور قاضي انصاف کرکے مست ھیں -]

बेद् पुराण कुरान कतेबा नाना भांत बखानी, (۱۵)
हिंदु तुरुक जैन अरु जोगी ऐकल काहू न जानी।

بید پُران قرآن کتیبا نانا بھانت بکھاني
ھندو ترک جین ارو جوگي ایکل کا ھو نہ جاني

[وید ' پران ' قرآن ' یہ سب کتابیں مختلف طرح پڑھي جاتی ھیں - ھندو ' مسلمان ' جین اور جوگي ' کسي نے ایک ایشور کو نہ جانا -]

सैयद् सेख किताब निरखै, पंडित शास्त्र बिचारै, (۱۶)
सत्‌गुरु के उपदेश बिना, तुम जानके जीवहिं मारै।

سید شیخ کتاب نرکھے پنڈت شاستر بچارے
ست گرو کے اُپدیش بنا تم جان کے جیو ھیں مارے

[سید شیخ کتاب پڑھتے ھیں ' پنڈت شاستر بچارتے ھیں ' ست گرو کي اُپدیش کے بغیر تم جان بوجھ کے جان مارتے ھو -]

---

(۴) تناسخ (آواگون)

آواگون هندوستاني مذاهب کا مرکزی اصول هے ' اور کبیر صاحب اس کو پوري طرح قبول کرتے هیں - بار بار پیدا هونا اور مرنا هر ذی روح کے واسطے لازمي هے جب تک کہ اُس کو اِس آمد و رفت سے نجات نہ ملے اور وہ اِیشور کے پریم میں مگن هوکر اِیشور کی دیا سے اس سیاست سے آزاد نہ هو جاے -

पंडित सो धन कहो समुझाई, (۱)
जाते आवा गंवन नसाई।

پنڈت سو دهن کهو سمجهائي
جاتے آواگون نسائي

[اے پنڈت ' اچھي طرح غور کرکے هم کو سمجها کے وہ بات بتاؤ ' جس سے آواگون مٹ جاے -]

कह कबीर चित चेत कै आवा गंवन निबार। (۲)

کہ کبیر چت چیت کے آواگون نوار

[اے کبیر ' دل کو هوشیار کرکے آواگون سے آزاد هونے کا حال کهو -]

ज्यों जळ छाड़ि बाहर भयो मीना, (۳)
पूरब जनमहुं तप का हीना।

جیوں جل چھاڑ باھر بھیو مینا
پورب جنم ھوں تپ کا ھینا

[مچھلي کي طرح پاني کو چھوڑ کر باھر نکل آیا ھوں - پچھلے جنم میں میرے تپ میں کچھ کمي تھي -] بنارس چھوڑنے کي طرف اشارہ ھے -

जनम अनेक गया और आया। (۴)

جنم انیک گیا اور آیا

[کئي ایک جنم آئے اور گئے -]

देखो कर्म कबीर का, कछु पूरब जनम का लेखा। (۵)

دیکھو کرم کبیر کا کچھو پورب جنم کا لیکھا

[دیکھو کبیر کا کرم پچھلے جنم کا لیکھا ھے -]

(۵) هندو مسلمانوں کا میل

میں چوتھے باب میں کہہ چکا ہوں کہ نہ صرف کبیر صاحب بلکہ ازمنۂ وسطیٰ کے سب ممتاز مصلحان مذہب ہنود نے اِسلام کے اثر کو قبول کیا تھا - کبیر صاحب کا تو صاف منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح ہندو اور مسلمان خدا کی نگاہ میں ایک ہیں اُسی طرح دنیا کے بیوہار میں بھی ایک ہو جائیں - ان کے عقیدہ کے موافق ہندو مسلمانوں کا خدا ایک ہے ' اور دونوں اپنے اپنے طریقہ پر اسے پوجتے ہیں - اہل دل ظاہری رسم و رواج کی پروا نہیں کرتے - اگر دل صاف ہے اور معبود حقیقی کا عشق دل میں ہے تو ہندو مسلمان دونوں کو یکساں نجات مل سکتی ہے -

कहे कबीर एक राम जपोरे , हिँदु तुरुक न कोई । (۱)

کہے کبیر اک رام جپو رے ہندو ترک نہ کوئی

[کبیر کہتا ہے ایک رام کو جپو ' نہ کوئی ہندو ہے نہ مسلمان -]

पेटहिँ काहू न वेद पढ़ाया , (۲)
सुन्नत कराये तुरुक नहि आया ।

پیٹ میں کاہو نہ وید پڑھایا
سنت کرائے ترک نہیں آیا

[پیٹ میں کسي کو وید نہیں پڑھایا گیا - مسلمان سنت کرایا ہوا پیٹ سے نہیں پیدا ہوتا - مطلب یہ کہ مذہبوں کے جھگڑے دنیاوي ہیں -]

दुई जगदीश कहां ते आये, कहो कौन भरमाया, (۲)
अल्लह राम करीम केशव, हरि हजरत नाम धराया।
गहना एक कनक ते गहना, ता में भाव न दूजा,
कहन सुनन को दुई कर थाते, एक नवाज एक पूजा।
वही महादेव, वही मुहम्मद, ब्रह्मा आदम कहिए,
कोई हिंदू कोई तुरुक कहावै, एक जमी पर रहिए।
वेद किताब पढ़े, वे कुतबा, वे मौलाना, वे पांडे,
बगत बगत के नाम धरायो, एक माटी के भांडे।
कह कबीर ते दोनों भूलें, रामहि किनहु न पाया,
वे खसिया वे गाय कटावैं, बादै जनम गंवाया।

دوئي جگدیش کہاں تے آئے کہو کون بھرمایا
الله رام کریم کیشو هری حضرت نام دھرایا
گہنا ایک کنک تے گہنا ۔تا میں بھاو نہ دوجا
کہن سنن کو دوئی کر تھاتے ایک نواج ایک پوجا
وهي مہادیو وهي محمد برهما آدم کہئے
کوئي هندو کوئي ترک کہاوے ایک جمي پر رهئے
وید کتاب پڑھے وے کُتبا وے مولانا وے پانڈے
بگت بگت کے نام دھرایو اک ماٹي کے بھانڈے
کہ کبیر تے دونوں بھولیں رام هي کنهوں نہ پایا
وے کھسیا وے گائے کٹاویں وادے جنم گنوایا

[دنیا کے دو مالک کہاں سے آئے ' کہو کس نے دھوکا دیا ؟ اللہ ' رام ' کریم ' کیشو ' هري ' حضرت ' مختلف نام رکھے - گہنا ایک هي سونے سے بنتا هے اس میں شبہہ نہیں - کہنے سننے کے لئے دو باتیں قائم کیں ' ایک نماز ایک پوجا - وهي مہادیو هے ' وهي محمد ' اسي کو برهما ' اسي کو آدم کہتے هیں - ایک زمین پر رهتے هیں ' کوئی مسلمان ' کوئي هندو کہلاتا هے - کوئي وید پڑھتا ' کوئي کتاب (قرآن) اور خطبه ' کوئي مولانا هے ' کوئي پانڈے - طرح طرح کے نام رکھوائے هیں ' مگر هیں ایک هي مٹي کے برتن - کبیر کہتا هے کہ دونوں بھولے هیں ' رام کو کسي نے نہیں پایا هے ' ایک بکرا کٹتا تا هے ایک گائے ' اور جنم بے فائدہ گنواتے هیں -]

یہاں تک میں نے کبیر صاحب کي تلقین کے خاص خاص اصول بیان کرکے اُن کے متعدد اقوال هر اُصول کی مثال میں پیش کئے - مگر اِن کے علاوہ کبیر صاحب کے هزاروں مقولے اور بچن زبان‌زد خلائق هیں - یہ اقوال دھرم اور اخلاق کے دارالضرب شاهي کے سکے هیں ' اور روزمرہ کي بات چیت میں - مذهبي اور اخلاقي مباحث میں یہاں تک کہ پولیٹکل گفتگو میں قول فیصل کي حیثیت سے پیش کئے جاتے هیں ' اور سب ان کے سامنے سر جھکاتے هیں - میں ایسے چند اقوال نقل کرکے اس باب کو ختم کرتا هوں -

---

(۶) متفرق

सुखिया सब संसार कहावै और सोवै, (۱)
दुखिया दास कबीर जागै और रोवै।

سکھیا سب سنسار کہاوے اور سووے
دکھیا داس کبیر جاگے اور رووے

[دنیا کے لوگ اصلیت کو تو سمجھتے نہیں ' فریب کھا رہے ھیں اور اپنی حالت میں خوش ھیں - کبیر جس نے اصلیت کو سمجھا ھے اور جانتا ھے کہ دنیا کی حالت کیسی افسوس‌ناک ھے یہ سمجھ کر رو رہا ھے -]

सत् नाम कड़वा लगे, मीठा लागे दाम, (۲)
दुबधा में दोनों गये, माया मिली न राम।

ست نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دُبدھا میں دونوں گئے مایا ملي نہ رام

[ست نام کڑوا لگتا ھے ' دولت میٹھی لگتي ھے - شک و شبہہ میں دونوں گئے ' مایا ملي نہ رام -]

कबिरा रसरी पांव में, कह सोवै सुख चैन, (۳)
सांस नकारा कूच का, बाजत है दिन रैन।

کبرا رسری پاؤں میں کہ سووے سکھ چین
سانس نکارا کوچ کا باجت ھے دن رین

[رسي پاؤں میں پڑي هے ' کبیر چین سے کس طرح سووے ؟ سانس جو آتي جاتي هے وہ گویا کوچ کا نقارہ هے کہ دن رت بجا کرتا هے -]

माली आवत देखिकै, कलियां करत पुकार, (۴)
फूली फूली चुन लिये कालिह हमारी बार।

مالي آوت دیکھ کے کلیاں کرت پکار
پھولي پھولي چن لئے کالھ هماري بار

[مالي کو آتا دیکھ، کر کلیاں غل مچاتي هیں ' پھولي پھولي تو آج چن لیں کل هماري باري هے -]

चलती चक्की देखिकै दिया कबिरा रोय, (۵)
दुइ पट भीतर आइकै साबित बचा न कोय।

چلتي چکّي دیکھ کے دیا کبیرا روے
دوئي پٹ بھیتر آئي کے ثابت گیا نہ کوے

[چلتي چکي دیکھ کے کبیر رو دیا ' دو پاٹوں (یعني آسمان و زمین) کے بیچ میں آکے کوئي ثابت نهیں بچا -]

जो तोको कांटा बोवे, ताहि बोय तू फूल, (۶)
तोंहि फूल के फूल हैं, वाको हैं तिरसूल।

جو توکو کانٹا بووے تاهي بوے تو پھول
توں هي پھول کے پھول هیں واکو هیں ترسول

[جو تیرے لئے کانٹے بوئے اس کے لئے تو پھول بو ' تجھے تو پھول کے پھول رہینگے اور اُس کے کانٹے اسے ترسول ہو جاوینگے ' یعني باعث اذیت ہوںگے -]

मांगे मरन समान है , मत कोई मांगो भीख , (۷)
मांगन से मरना भला , यह सत् गुरु की सीख ।

مانگے مرن سمان ہے مت کوئي مانگو بھیکھ
مانگن سے مرنا بھلا یہ ست گورو کي سیکھ

[مانگنا مرنے کے برابر ہے ' کوئي بھیک اُمت مانگو - مانگنے سے مرنا بھلا ' یہ ست گورو کي نصیحت ہے -]

कबिरा माता नाम का , मद मतवाला नांहि , (۸)
नाम प्याला जो पिये , सो मतवाला नांहि ।

کبرا ماتا نام کا مد متوالا نانہہ
نام پیالا جو پئے سو متوالا نانہہ

[کبیر نام سے مست ہے ' شراب کا متوالا نہیں ' جو نام کا پیالہ پیتا ہے اُسے متوالا نہیں کہتے -]

बुरा जो देखन मैं चला , बुरा न मिळिया कोय , (۹)
जो दिल खोजूं आपना , मुझसे बुरा न कोय ।

برا جو دیکھن میں چلا برا نہ ملیا کوے
جو دل کھوجوں آپنا مجھ سے برا نہ کوے

[میں بُرا تھونڈنے چلا ' کوئي برا نہ ملا اپنا دل جو دیکھا تو مجھ سے برا کوئي نہیں -]

सांच बराबर तप नहीं, झूठ बराबर पाप, (१०)
जाके हिरदै सांच है, ता हिरदै गुरु आप।

سانچ برابر تپ نہیں جھوٹ برابر پاپ
جاکے ہردے سانچ ہے تا ہردے گرو آپ

[سچ کے برابر تپ نہیں، جھوٹ کے برابر پاپ نہیں، جس کے دل میں سچ ہے، اس کے دل میں گُرو خود موجود ہے -]

लंबा मारग दूर घर, बिकट पंथ बहु भार,
कह कबीर कस पाइये, दुर्लभ गुरु दीदार।

(۱۱) لمبا مارگ دور گھر بکٹ پنتھ بَہُو بھار
کہ کبیر کس پائیے دُرلبھ گورو دیدار

[لمبی سڑک ہے گھر دور ہے، راستہ کٹھن ہے، اور بوجھ بہت ہے - کبیر، کہو کس طرح پاؤگے؟ گرو کا دیدار بہت مشکل ہے -]

मन के हारे हार है, मन के जीते जीत, (१२)
कहे कबीर पिउ पाइये, मनहीं के परतीत।

من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت
کہے کبیر پیو پائے من ہی کے پرتیت

[من کے ہارے ہار ہے، اور من کے جیتنے سے جیت ہے - کبیر کہتا ہے کہ محبوب کو من ہی کے اعتبار سے پا سکتے ہو -]

बाढ़ी आवत देखिकै, तरवर डोलन लाग, (۱۳)
हम कटे की कुछ नहीं, पंखेरू घर भाग।

باڑھي آوت دیکھ کے تري‌ور ڈولن لاگ
ھم کٹے کي کچھ نہیں پنکھیرو گھر بھاگ

[بڑھئي کو آتا دیکھ کر پیڑ ھلنے لگے' ھم کٹے تو کچھ پروا نہیں' چڑیا تو بھاگ جا -] بڑھئی سے مراد موت' پیڑ انسان کا بدن اور پنکھیرو سے مطلب روح سے ھے -

मर जाऊं मांगूं नहीं, अपने तन के काज, (۱۴)
परमारथ के कारने, मोंहि न आवे लाज।

مر جاؤں مانگوں نہیں اپنے تن کے کاج
پرمارتھ کے کارنے موں ھي نہ آوے لاج

[مر جاؤں تو اپنے واسطے نہ مانگوں' مگر دوسروں کے فائدہ کے لئے مانگنے میں شرم نہیں آتي -]

माटी कहे कुम्हार से, तू क्या रूंधे मोंहि, (۱۵)
इक दिन ऐसा होयगा, मैं रूंधोंगी तोहि।

ماٹي کہے کمھار سے تو کیا روندے مونھ
اک دن ایسا ھوے‌گا میں روندوگی توہ

[مٹي کمھار سے کہتي ھے تو مجھے کیا روندتا ھے' ایک دن آویگا کہ میں تجھے روندوں‌گي -]

जो दरपन देखा चहिए, तो दरपन मंजत रहिए, (۱۶)
जब दरपन लागे काई, तब दरसन किया न जाई।

جو درپن دیکھا چہئے تو درپن منجت رہئے
جب درپن لاگے کائي تب درسن کیا نہ جائي

[اگر آئینہ دیکھنا چاھتے ہو تو اس کو مانجتے رہو، یعني آئینہ کو صاف رکھو - اگر آئینہ میں میل آ گیا تو روشن نہ ھوگا -] دل کي صفائي کي طرف اشارہ ھے -

अकथ कहानी प्रेम की, कछु कही न जाय, (۱۷)
गूंगे केरी सरकरा, बैठा मुसकाय।

اکتھ کہاني پریم کي کچھو کہي نہ جائے
گونگے کیري سرکرا بیٹھا مُسکاے

[پریم کي کہاني بیان نہیں کي جا سکتي، گونگے نے شکر کھائی، بیٹھا مُسکرا رہا ھے -] جو لطف اس کو آ رہا ھے اس کو بیان نہیں کر سکتا -

(۷) کبیر صاحب کي شاعري

کبیر بھگت تھے ، شاعر نہیں تھے - وہ شاعري شاعري کے واسطے نہیں کرتے تھے - اُن کو دنیا کي تلقین کے لئے اپنے خیالات کا اظہار مقصود تھا - وہ قدرتي شاعر تھے - اور اِس واسطے اُنھوں نے شاعري کو اپنا آلۂ کار بنایا - مگر وہ شاعري کے فن سے قطعي بے خبر تھے ، اور پنگل (عروض) نہیں جانتے تھے ، نہ اس کي پروا کرتے تھے - جو لفظ جس طرح چاھتے ھیں اور جہاں چاھتے ھیں استعمال کر جاتے ھیں - اُن کي توجہ نفس مضمون کی طرف ھے ، نہ کہ الفاظ کي طرف - اُنھوں نے شاعري کو بہ حیثیت فن کے حاصل نہیں کیا تھا - "کبیر گرنتھاولي" میں بابو شیام سندر داس صاحب صفحہ ۲ میں لکھتے ھیں :

> ھندي ساھت کے اتہاس میں بیر گاتھا کال کي سماپتي پر مدھیہ کال کا آرنبھ کبیر داس جي سے ھوتا ھے - آت ایو اس کال کے وے آدي کوي ھیں - اُس سمے بھاشا کا روپ پریمارجت اور سنسکرت نہیں ھوا تھا - تس پر کبیر داس جي سویم پڑھے لکھے نہیں تھے - اُنھوں نے جو کچھ کہا ھے وہ اپني پرتیبھا تتھا بھاؤکتا کے وشي بھوت ھوکر کہا ھے - اِن میں کوتو اُتنا نہیں تھا

جتني بھکتي اور بھاوکتا تھي - اُن کي آت پت
باني هردے میں چبھنےوالي ھے -

[هندي ادب کي تاریخ میں زمانۂ قدیم کے اختتام
پر زمانه وسطیٰ کبیر داس جي سے شروع هوتا ھے - اِس
زمانه کے وہ پہلے شاعر هیں - اس وقت بھاشا زبان منضبط
نہیں هوئي تھي ' اور کبیر داس جی پڑھے لکھے نه تھے -
اُنھوں نے جو کچھ کہا ھے وہ اپني فطرت اور ذهن کے
زور سے کہا ھے - ان میں شاعری اتني نہیں ھے جتني
کہ بھکتي - اُن کي شاعري دل میں اثر کرنے والي ھے -]

کبیر صاحب کي شاعری اُن کي طبیعت کي طرح کھری
ھے - اُنھوں نے اپني شاعري پر صنعتوں کا ملمع نہیں چڑھایا '
کیونکہ اُن کي سیدھي اور صاف فطرت تکلف اور تصنع
سے بہت دور تھي - وہ کبھي بلند پروازي کي کوشش نہیں
کرتے ' نه اُن کو یه فکر ھے کہ شاعري کے آسمان سے تارے
توڑ کر لائیں - اُن کو اگر تلاش ھے تو حق کي اور جستجو
ھے تو پریم کي - اپنے پند و نصائح ذهن‌نشین کرانے کے لئے وہ
مثالیں اور تشبیھیں استعمال کرتے هیں ' مگر پیش یا افتادہ -
اُن میں وهی باتیں هیں جو اُن کے اور اُن کے همعصروں
کے سامنے روزمرہ گزرتی تھیں - کُمھار کی متّي ' بنئے کا
تولنا ' کھوت کا کھینا ' بید کا نبض دیکھنا ' چندن کي خوشبو '
چوگان کا کھیل ' یه چیزیں وہ بےتکلف نظم کرتے هیں اور
خوب نظم کرتے هیں -

साईं मेरा बानिया, सहज करे ब्योपार, (۱)
बिन डांड़ी बिन पालड़े, तौले सब संसार।

سائیں میرا بانیا سہج کرے بیوپار
بن ڈانڈي بن پالڑے تولے سب سنسار

[میرا مالک بنیا هے ' اور اپنا بیوپار سہل طریقه سے کرتا هے ' بغیر ڈنڈي اور پلڑے کے ساري دنیا کو تول ڈالتا هے -]

तेरा सांई तुझमें, ज्यों तिल मांहि तेल। (۲)

تیرا سائیں تجھ میں جیوں تل ماهیں تیل

[تیرا مالک تجھ میں اس طرح هے جس طرح تل کے اندر تیل -]

जब पार उतरना चहिए, तब केवट से मिल रहिए। (۳)

جب پار اُترنا چھئے تب کیوٹ سے مل رهئے

[جب پار اُترنا چاهو تو کیوٹ (ملاح) سے مل رهو -]

कबिरा बैद बुळाइया, पकरके देखी बांह, (۴)
बैद न बेदन जानिए, करक करेजे मांहि।

کبرا بید بلایا پکرکے دیکھي بانہ
بید نه بیدن جانئے کرک کریجے مانہ

[کبر نے بید کو بلایا ' بید نے بانہ پکڑ کے دیکھي - بید تکلیف کو نہیں جانتا ' درد تو کلیجے میں هے -]

دیکھئے فارسي شاعر اسي خیال کو اپنے طریقہ سے باندھتا ھے -

آگاہ نئي تپ دروں را
نشتر چہ زني رگ بروں را

हीरा तहां न खोलिए, जहं खोटी है हाट, (۵)
कसकर बांधो गाठरी, उठकर चालो हाट।

هیرا تہاں نہ کھولئے جہاں کھوٹي ھے ھاٹ
کس کر باندھو گاٹھري اُٹھ کر چالو ھاٹ

[جہاں بازار کھوٹا ھے وھاں ھیرا نہ کھولو - گٹھری کس کر باندھو اور بازار سے چل دو -]

चंदन गया बिदेसड़े, सब कोई कहे पलास, (۶)
ज्यों ज्यों चूल्हे झोंकिया, त्यों त्यों अधकी बास,

چندن گیا بدیسڑے سب کوئی کہے پلاس
جیوں جیوں چولھے جھونکیا تیوں تیوں ادھکي باس

[چندن پردیس گیا ، لوگ اسے ڈھاک سمجھے - جوں جوں جلایا گیا اُس کی خوشبو تیز ھوئي -]

च्यूंटी चावल ले चली, बिच में मिल गई दार, (۷)
कह कबीर दोऊ ना मिले, इक ले दूजी डार।

چیونٹی چاول لے چلي بیچ میں مل گئي دار
کہ کبیر دوؤ نا ملے اک لے دوجي ڈار

[چیونٹي چاول لے کے چلي ' راستہ میں دال مل گئی - کبیر کہتا ھے دونوں نہیں مل سکتے - ایک لو ' دوسرے کو چھوڑو -]

وہ بھگت تھے ' صوفي‌مشرب تھے ' اُن کو سِرّ حق کي تلاش تھي مگر یہ جانتے تھے کہ کبھي کبھي یہ بھي ھوتا ھے کہ جب حقیقت معلوم ھو جاتی ھے تو زبان بند ھو جاتی ھے - آن را کہ خبر شد خبرش باز نہ آمد

اس نکتہ کو سمجھانے کے لئے وہ ایک خاص تشبیہ اکثر استعمال کرتے ھیں -

कह कबीर गूंगे गुड़ खाया , पूछे तो क्या कहिए।

کہ کبیر گونگے گڑ کھایا پوچھے تو کیا کہئے

شیخ ابراھیم ذوق نے اس کو دوسري طرح کہا ھے —

بیان درد محبت جو ھو تو کیونکر ھو
زبان دل کے لئے ھے ' نہ دل زبان کے لئے

کبیر صاحب کي زبان عوام کي زبان تھي - وہ جو کچھ کہتے تھے عوام کي زبان میں کہتے تھے - الفاظ کي صحت کي ان کو فکر نہیں - جو لفظ جس طرح عوام کي بولي میں رائج تھا اس کو اسی طرح نظم کر دیتے تھے ' اور کبھي کبھي نظم کي ضرورت سے لفظوں کو توڑ مروڑ ڈالتے تھے - مثلاً ' کبیر کو کبّیر ' کبرا ' کبیرا ' کاشي کو کاسي ' خزانہ کو کھجانا ' زمانہ کو جمانا ' زمیں کو جمي ' خطبہ کو کتبہ '

بدلي کو بدریا ، محل کو محلیا ، درویش کو درویسا ، مقام کو مکاما ، غفلت کو گپھلائي ، کتاب کو کتیب ، اُبچے کو اوپچے ، کیا کو کي آ ، وغیرہ -

بھاشا کے ماھروں کي راے ھے کہ کبیر صاحب کي زبان پچھمیل متھائي ھے - اس میں برج بھاشا ، کھڑي بولي ، پنجابي ، راجستھاني ، سبھي کے الفاظ ملتے ھیں - انھوں نے خود کئي جگہ کہا ھے کہ میري بولی پوربي ھے - گو یہ کہنا مشکل ھے کہ پوربي سے ان کي کیا مُراد تھي مگر یہ بات تو ان کے کلام سے ظاھر ھوتي ھے کہ بھاري محاوروں اور بھاري لہجہ کا ان پر کافي اثر تھا - اس پچھمیل متھائي کے غالباً دو سبب ھیں - اول یہ کہ کبیر صاحب پڑھے لکھے نہ تھے ، اس واسطے اُن کي زبان اور ویاکرن (صرف و نحو) میں استقلال نہ تھا - اپني طویل سیر و سیاحت میں وہ ملکوں ملکوں پھرے تھے اور ھر جگہ کے سنتوں اور درویشوں سے ان کي صحبت رھي تھي ، اس واسطے مختلف صوبوں اور ملکوں کی زبان اور لہجہ کا اثر اُنھوں نے قبول کر لیا تھا - دوسري بات یہ کہ وہ زبان کي صحت اور ویاکرن اور پنگل کے قواعد کی پروا نہیں کرتے تھے - جس موقع پر جس لفظ سے ان کا مطلب عمدہ طور سے ادا ھوتا تھا ، جہاں پر جو لفظ جس شکل میں اُن کي شاعری میں کھپ جاتا تھا وھاں وہ اس کو بے تکلف استعمال کر جاتے تھے - اُن کو اپنے خیالات کے اظہار سے مطلب تھا ، نہ عروض کے قاعدوں سے ، نہ گرامر کے ضبط سے -

شعر مي گویم به از آب حیات
من نه دانم فاعلاتن فاعلات

فارسی عربي کے الفاظ تو چند کوي کے یہاں بھي ملتے هیں - کبیر کے زمانه میں مسلمانوں کو هندوستان میں آئے هوئے کئي صدیاں گذر چکي تهیں، اور روزمره کے کاروبار میں سیکڑوں الفاظ فارسي عربي کے رائج تھے - کبیر صاحب ان الفاظ کو بے دھڑک استعمال کرتے هیں -

औगुन किये तो बहु किये, करत न मानी हार, (۱)
भावै बंदा बकसिये, भावै गरदन मार।

اَوگُن کئے تو بہو کئے کرت نه ماني هار
بھاوے بندہ بکسئے* بھاوے گردن مار

[گناہ تو بہت کئے اور کرتے هوئے هار نه ماني، چاهے بندہ کو بخشئے چاهے گردن مارئے -]

चलन चलन सब कोई कहें, मोहे अंदेसा और, (۲)
साहब से परिचय नहीं, पहुंचेंगे कोहि ठौर।

چلن چلن سب کوئي کہیں موهے اندیسا† اور
صاحب سے پریچے نہیں پہونچینگے کوهي ٹهور

[چلنے کو سب لوگ کہتے هیں، مجھے اور هي اندیشه هے - صاحب سے جان پہچان تو هے نہیں، کیسے پہونچیںگے -]

---

* بکسئے = بخشئے
† اندیسا = اندیشه

पद जोड़े साखी कहे, साधन परि गई रवस, (۳)
काढ़ा जळ पीवे नहीं, काढ़ पियन की हवस।

پد جوڑے ساکھي کہے سادھن پڑي گئي رَوَس
کاڑھا جل پیوے نہیں کاڑھ پین کي ھَوَس *

[پد جوڑتا ھے ' ساکھي کہتا ھے ' اس کي عادت پڑ گئي ھے - بھرا ھوا پاني نہیں پیتا ' بھر کر پینے کي ھوس ھے -]

आब गई आदर गया, नैनन गया सनेह, (۴)
ये तीनों तब ही गये, जबही कहा कुछ देह।

آب † گئي آدر گیا نینن گیا سنیہ
یہ تینوں تب ھي گئے جب ھي کہا کچھ دیہ

[آبرو گئي ' عزت گئي ' آنکھوں سے مروت گئي - جب کسي سے کچھ مانگا تو یہ تینوں چیزیں جاتي رھیں -]

अकिल अरस से उतरी, बिधना दीन्हीं बांट। (۵)

آکل ‡ آرَس § سے اوتري بدھنا دینھي بانٹ

[عقل عرش سے اُتري - خدا نے بانٹ دي -]

बंदे को इतनी घनी, पड़ा रहे दरबार। (۶)

---

* ھَوَس = ھوس
† آب = آبرو
‡ آکل = عقل
§ ارس = عرش

بندے کو اتنی گھنی پڑا رہے دربار

[بندہ کو اتنا بہت ہے کہ دربار میں پڑا رہے -]

जुआ, चोरी, मुखबिरी, ब्याज, घूस, परनार, (۷)
जो चाहे दीदार को, एतु बस्तु बिनार।

جوا چوری مُخبری بیاج گھوس پر نار
جو چاہے دیدار کو ایتو بستو بنار

[جوا، چوری، مُخبری، سود، رشوت، دوسرے کی عورت، اگر دیدار چاھتا ہے تو اِن چیزوں کو چھوڑ دے -]

औगुन मेरे बापजी, बकस गरीब नवाज, (۸)
जौ मैं पूत कपूत हूं, तऊ पिता की लाज।

اَوگن میرے باپ جی بکس* گریب نواج†
جو میں پوت کپوت ھوں تو ُو پتا کی لاج

[اے باپ جی، تم غریب نواز ھو، میرے گناھوں کو بخش دو - اگر میں ناخلف لڑکا ھوں تب بھی باپ ھی کو اِس کی شرم ہے -]

کبیر صاحب کبھی کبھی اُلٹی پلٹی باتیں بھی کہ جاتے تھے - چوھا بلی کو کھا گیا، سمندر لہر میں سما گیا، وغیرہ - ان کی شاعری میں اس رنگ کو اُلٹوانسی کہتے ھیں - اس کے معنی لوگ اپنی اپنی سمجھ کے مطابق لگاتے ھیں - اُلٹوانسی کی ایک مثال یہ ہے —

---

* بکس = بخش

† گریب‌نواج = غریب‌نواز

देखो लोगो हरि की सगाई,
माय धरे पति धिये संग जाई।
सास ननद मिलि अदल चलाई,
मादर या गृह बेटी जाई।
हम बहनोई राम मोर सारा,
हम हैं बाप, हरि पुत्र हमारा।
कहे कबीर हरि के बूता,
राम रमै ते कुकरी के पूता।

دیکھو لوگو هري کي سگائي
مائے دھرے پت دھئے سنگ جائي
ساس نَنَد مل ادل چلائي
مادر یا گرہ بیٹي جائی
هم بهنوئي رام مور سارا
هم هیں باپ هري پتر همارا
کهی کبیر هري کے بوتا
رام رمے تے کُکري کے پوتا

ان سب باتوں کو مان کر اور اُن نقائص کو قبول کرنے کے بعد بھي یه کهنا پڑتا هے کہ چاهے معترض کا یه اعتراض تهیک هو کہ کبیر صاحب کي شاعري میں شیریني اور رس نهیں هے، مگر ان کا کلام اس بات کا شاهد هے کہ وہ فطري اور قدرتي شاعر تهے - ان کا کلام دل سے نکلتا هے اور دل میں بیٹھ جاتا هے - اور شاعري کا اصلي مآل یهی هے - میں اپنے اس بیان کے ثبوت میں چند نمونے پیش کرتا هوں -

मुखड़ा क्या देखे दिरपन में, तेरे दया धरम नहिं तन में, (1)
आमकी डार कोइलिया बोले, सूदना बोले बन में,
घरबारी तो घर में राजी, फक्कड़ राजी बन में,
ऐंठी धोती पाग लपेटी, तेल चुआ जुळफन में,
गळी गली की सखी रिझायें, दाग लगाया तन में,
पत्थर की एक नाव बनाई. उतरा चाहे छन में,
कहे कबीर सुनो भई साधो, वह क्या चढ़ैं रन में।

مکھڑا کیا دیکھے درپن میں تیرے دیا دھرم نہیں تن میں
آم کي ڈار کوئلیا بولے سودنا بولے بن میں
گھر باري تو گھر میں راجی پھکّڑ راجي بن میں
اینٹھي دھوتي پاگ لپیٹي تیل چوا جُلپھن میں
گلی گلي کي سکھي رجھائیں داگ لگایا تن میں
پتھر کي ایک ناؤ بنائي اُترا چاھے چھن میں
کہے کبیر سنو بھئي سادھو وہ کیا چڑھیں رن میں

[اپنا منھ آئینہ میں کیا دیکھتا ھے ؟ تیرے تن میں دیا دھرم نہیں ھے - آم کی ڈال پر کوئل بولتی ھے ، طوطا جنگل میں بولتا ھے ، گھر والے گھر میں راضی ھیں ، پھکڑ جنگل میں راضی ھیں - اینٹھی دھوتي باندھے ھے ، پگڑي لپیٹے ھے ، اور زلفوں میں تیل ڈالے ھے ، گلی گلی عورتوں کو رجھا کر اپنے تن میں داغ لگاتا ھے - پتھر کي ناؤ بناکر ایک لمحہ میں پار اُترنا چاھتا ھے - کبیر کہتا ھے کہ ایسے لوگ کیا رن پر چڑھینگے !]

समझ देख मन मीत पियरवा, आसिक होके सोना क्या रे ? (۲)
रूखा सूखा गम का टुकड़ा, मीठा और सलोना क्या रे ?
पाया हो तो दे ले प्यारे, पाय पाय कै खोना क्या रे ?
जिन आंखिन में नींद घनेरी, तकिया और बिछौना क्या रे ?
कहे कबीर सुनो भई साधो, सीस दिया तब रोना क्या रे ?

سمجھ دیکھ من میت پیروا آسک ہوکے سونا کیا رے
روکھا سوکھا گم کا ٹکڑا میٹھا اور سلونا کیا رے
پایا ہو تو دے لے پیارے پائے پائے کے کھونا کیا رے
جن آنکھن میں نیند گھنیري تکیہ اور بچھونا کیا رے
کہے کبیر سنو بھئي سادھو سیس دیا تب رونا کیا رے

[اے میرے پیارے دوست ' عاشق ہوکر سونا کیا ؟ غم کا روکھا سوکھا ٹکڑا ملتا ہے تو اس میں میٹھا اور نمکین کیا ؟ جو پایا ہو تو دے لے ' پیارے - پاکر پھر کھونا کیا ؟ جب آنکھوں میں نیند گھري ہے تو تکیہ اور بچھونا کیا ؟ کبیر کہتے ہیں کہ جب سر دیا تو رونا کیا -]

सुंदर देह देखि जिन भूलो, झपट लेट जस बाज बटेरा, (۳)
यह देहि को गरभ न कीजे, उड़ पंछी जस लेत बसेरा,
या नगरी में रहन न पैहो, जो रहि जाग न दुख घनेरा,
कहें कबीर सुनो भई साधो, मानुष जनम न पैहो फेरा।

سندر دیہ دیکھ جِن بھولو جھپٹ لیت جس باج بٹیرا
یہ دیہي کو گرب نہ کیجے اُڑ پنچھی جس لیت بسیرا
یا نگري میں رھن نہ پیہو کوئي رھي جاگ نہ دکھ گھنیرا

کہیں کبیر سنو بھئي سادھو مانکہ، جلم نہ پیہو پھیرا

[خوبصورت جسم پر نہ بھولو - جس طرح باز بٹیر کو جھپٹ لیتا ھے اسي طرح موت تم کو جھپٹ لیگي - اس بدن پر غرور مت کرو ' جس طرح پنچھي اُڑکر بسیرا لیتا ھے اسي طرح جان تن سے نکل جاویگي - اس شہر میں رھنے نہ پاؤگے ' اس میں دُکھ بہت ھے - کبیر کہتے ھیں کہ آدمي کا جنم پھر نہ پاؤگے -]

गुड़िया गुड़वा सूप सुपळिया, (۴)
तजि दै बुध ळरिकइयां खेलन की।
देवता पितर भवैयां भवानी,
यह मारग चौरासी चलन की।
ऊंचा महल अजब रंग बंगला,
साइं सेज वहां ळागी फूलन की।
तन मन धन सब अरपन करि,
ध्याम सुरत सम्हारो परो पइयां सजन की।
कह कबीर निर्भय हो हंसा,
कुंजी बतादेउं ताला खोलन की।

گُڑیا گڑوا سوپ سپلیا تج دے بدھ لرکیاں کھیلن کي
دیوتا پتر بھویاں بھواني یہ مارگ چوراسي چلن کي
اونچا محل عجب رنگ بنگلا سائیں سیج وھاں لاگي پھولن کی
تن من دھن سب آرپن کر وھاں سرت سمھارو پرو پیاں سجن کي
کہ کبیر نِربھے ھو ھنسا کنجي بتا دیوں تالا کھولن کي

[گڑیا ، گڈا ، سوپ ، سپلیا ، یہ بچپن کے کھیل هیں -
ان کو چھوڑ دے - دیوتا پتر بھواني ان کا راستہ چوراسی
چلن کا یعني آواگوں کا راستہ ھے - اونچا محل عجیب
رنگ کا بنگلا ھے ، وھاں پھولوں کي سیج مالک کے واسطے
لگي ھے - تن من دھن سب قربان کرکے اپنے محبوب کے
پاؤں پڑوں گا - کبیر کہتے ھیں اے جیو آتما ، خوف نہ کر ،
میں تجھ کو قفل کھولنے کي کنجي بتا دوں گا -]

(۸) کبیر پنتھ

میں نہیں سمجھتا کہ کبیر صاحب کا منشا تھا کہ وہ کوئي نیا مذھب جاري کریں یا کسي نئے فرقے کی بنا ڈالیں' مگر اس وقت ھندوستان میں ایک گروہ ان کے نام سے نامزد ھے اور کبیر پنتھ کہلاتا ھے - مگہر میں کچھ مسلمان اس وقت تک کبیر پنتھ میں شریک ھیں' مگر ان کو چھوڑ کر اور سب کبیر پنتھي ھندو ھیں' اور شمالی ھندوستان اور صوبجات متوسط میں پھیلے ھوئے ھیں - کبیر صاحب ذات پات کے سخت مخالف تھے' اور کبیر پنتھیوں کے گروہ میں بڑي تعداد ان ذاتوں کي ھے جو ھمارے ملک میں "نیچ ذات" کے نام سے پکاري جاتي ھیں - ان میں دنیادار بھي ھیں اور بیراگي فقیر بھي - مردم شماري کي رپورٹ میں ان کي تعداد نو دس لاکھ بیان کي گئي ھے - کبیر پنتھیوں کي دو بڑي گدیاں ھیں - بنارس میں کبیر چورا وہ مقام ھے جہاں کبیر صاحب تعلیم دیا کرتے تھے - یہاں پر ایک مَٹھ بنایا گیا ھے' اس کے مندر میں ایک کھڑاؤں رکھي ھے اور اس کے اندر پانچ مھنتوں کي سمادھیں ھیں - اس کے قریب ایک احاطه ھے جس میں بیراگي عورتیں رھتي ھیں اور مائي لوگ کہلاتي ھیں - کہا جاتا ھے کہ اس احاطه کي زمین پر کسي زمانه میں نیرو کا مکان تھا - یہاں ھر سال جنوری کے مھینے میں میلا ھوتا ھے اور کبیر پنتھیوں کا ایک بڑا گروہ

کبیر چورے کے مہنتوں کو اپنا پیشوا سمجھتا ہے - دوسری گدی جبلپور کے قریب باندوگڑھ میں تھي جو اب دھام کھیرے کو منتقل ہو گئي ہے - اس گدی کے قائم کرنے والے کبیر صاحب کے چیلے دھرم داس تھے - روایت ہے کہ کبیر صاحب سے اور ان سے پہلے پہل بنارس میں ملاقات ہوئي - کبیر صاحب نے مورت پوجلے پر ان کو لعنت ملامت کی' اس کے بعد برندابن میں ملاقات ہوئي' اور اس مرتبہ جس مورتي کي پوجا دھرم داس کر رہے تھے اس کو کبیر صاحب نے اُٹھا کر دریا میں پھینک دیا - تیسري مرتبہ باندوگڑھ میں ملاقات ہوئی - دھرم داس بنئے تھے - کبیر صاحب نے ان کو پھر برا بھلا کہا' اور پوچھا کہ جن پتھروں سے تم اپنے ترازو کے بانٹ بناتے ہو انھیں پتھروں کي مورتیوں کو کس طرح پوجتے ہو؟ اس مرتبہ کبیر صاحب کي نصیحت کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ دھرم داس اور ان کي بیوی دونوں کبیر صاحب کے چیلے ہو گئے - باندوگڑھ کی گدي کے مہنت انھیں دھرم داس کي اولاد ہیں - کبیر پنتھیوں کي دس اور گدیاں ہیں جو مختلف مریدوں نے قائم کی ہیں -

کبیر صاحب کرم کانڈ کے مخالف تھے - وہ بھکتي کے معتقد تھے' اور بھکتي کو ایک روحاني جذبہ سمجھتے تھے - ظاہری نمائش کے تماشوں اور رسم و رواج کے قیود سے قطعي بے نیاز تھے' مگر کبیر پنتھي ایک پنتھ یا گروہ کي حیثیت سے انھیں قیود میں گرفتار ہیں - وسکٹ صاحب اپني کتاب کے چھٹے باب میں دو چیزوں کا خاص طور سے ذکر کرتے ہیں' ایک

چرنامرت، دوسرے پروانہ - چرنامرت وہ پاني هے جس سے مہنت کے پاؤں دھوے جاتے هیں - اس پاني سے مٹي سانی جاتي هے اور اس کی گولیاں بناکر مریدوں کو تقسیم کي جاتي هیں - پروانہ پان کے ایک تکڑے کا نام هے - رات کو اوس جمع کی جاتي هے اور اس اوس سے مہنت جي پان کے پتوں پر ایشور کا نام لکھتے هیں - یہ پان متبرک خیال کئے جاتے هیں اور ان کے چھوتے تکڑے معتقدین کو تقسیم کئے جاتے هیں - اسي طرح کے اور رسم و رواج هیں جن کي تفصیل کي چنداں ضرورت نہیں معلوم هوتي - وسکٹ صاحب نے ان کو اپنی کتاب میں وضاحت سے بیان کیا هے -

کبیر صاحب کي جو کچھہ قدر و منزلت هے٬ ان کا جو درجہ هندوستان کي تاریخ اور هندو مذهب کے ارتقا میں هے٬ وہ اس وجہ سے نہیں کہ کبیر پنتھہ کے نام سے ایک فرقہ ان کے مریدوں کا قائم هے بلکہ اس وجہ سے کہ شمالي هندوستان کے هندؤوں میں ان کي تعلیم کے اثر سے چند ایسے مذهبی اور سوشل اصولوں کي اشاعت هوئي جن کي هندؤوں کو سخت ضرورت تھي - کبیر صاحب نے قدما کے طریق سے هٹکر نئے خیالات کا اظہار کیا٬ اور جن پراني باتوں کو وہ برا اور مضر سمجھتے تھے ان کي انھوں نے ڈنکے کي چوٹ مذمت کي - انھوں نے هندو مسلمانوں کے اختلافات دور کرنے کي کوشش کي اور گو وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں هوے تاهم وہ آیندہ کے واسطے ایک ایسي مثال قائم کر گئے جو همارے زمانہ میں محبان وطن کے لئے چراغ هدایت کا کام دے سکتي هے -

(۹) کتابوں کي فہرست

اگر کبیر صاحب اور کبیر پنتھ کے متعلق مزید تحقیقات کا شوق ہو تو یہ کتابیں پڑھئے : —

(۱) آدي گرنتھ - سکھوں کي مقدس کتاب ھے - اس میں گورو نانک صاحب کے علاوہ دوسرے بزرگوں کا کلام بھي درج ھے - کبیر صاحب کا بہت کچھ کلام اس میں ملتا ھے -

(۲) بیجک - کبیر صاحب کے کلام کا مجموعہ ھے - اس کے کئي ایڈیشن ھیں - سب سے مشہور وہ ایڈیشن ھے جس کو مہاراجہ وشو ناتھ سنگھ والئي ریواں نے تالیف کرکے نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع کرایا تھا - اس میں کبیر صاحب کے کلام کی شرح بھي درج ھے اور اس کو ھندو مذھب کے مطابق ثابت کرنے کي کوشش کي گئي ھے - پادری احمد شاہ نے ایک ایڈیشن سنہ ۱۹۱۱ ع میں ھمیرپور سے شائع کیا تھا -

(۳) کبیر کسوٹي - کبیر پنتھ کے پانچ بزرگوں کي تصنیف ھے - کتابي باتوں کے علاوہ اس میں وہ احوال بھي درج ھیں جو کبیر پنتھیوں میں

سینہ بسینہ چلے آتے ہیں - کبیر کسوتی سنہ ۱۸۸۵ء
میں بمبئی میں چھپی تھی -

(۴) کبیر بچناولی - مرتبہ پنڈت ایودھیا سنگھ جی اُپادھیائے - یہ کتاب بنارس کی ناگری پرچارنی سبھا کی طرف سے منورنجن پستک مالا سیریز میں شائع ہوئی ہے - اس میں ۱۱۲ صفحوں کا ایک بسیط مقدمہ ہے اور باقی کتاب میں کبیر صاحب کا کلام درج ہے -

(۵) کبیر گرنتھاولی - مرتبہ بابو شیام سندر داس جی بی ' اے - یہ کتاب بنارس کی ناگری پرچارنی سبھا کی گرنتھ مالا سیریز میں شائع ہوئی ہے - اس میں ۷۱ صفحہ کا ایک مقدمہ ہے اور اس کے بعد کبیر صاحب کا کلام درج ہے -

(۶) نورتن - مرتبہ پنڈت گنیش بہاری مسر ' پنڈت شیام بہاری مسر اور پنڈت سکدیو بہاری مسر - اس کتاب میں ہندی کے نو مشہور شاعروں کا ذکر ہے اور کبیر داس کے حالات معہ ان کے کلام کے نمونوں کے درج ہیں -

(۷) کَوِتا کومدی - مصنفہ پنڈت رام نریش تری پاٹھی (ہندی مندر ' پریاگ) - اس کتاب کے پانچ حصے ہیں - پہلے حصہ میں پرانے ہندی شاعروں کا بیان ہے '

اور اسي سلسله ميں کبير صاحب کا بھي ذکر ھے -
دوسرا حصه هندي کے نئے شعرا کے معتلق ھے '
تيسرے حصه ميں سنسکرت ' اور چوتھے ميں
اُردو شعرا کا تذکرہ ھے - پانچويں حصے ميں
ديہات کے گيتوں کا دلچسپ مجموعه ھے -

(۸) آئين اکبري - کے دفتر دوم ميں صوبه بنگال کے
تحت ميں کٹک کا بيان ھے' اسي سلسله ميں
کبير صاحب کا ذکر بھي آ گيا ھے -

(۹) دبستان مذاھب - مصنفه محسن فاني ' مطبوعه
نولکشور پريس لکھنو سنه ۱۸۸۱ ع - اس کتاب
ميں مختلف مذاھب کا مفصل بيان ھے - مثلاً
پارسي ' هندو ' يہود ' نصاریٰ ' اسلام ' وغيرہ - اس ميں
ويشنووں کے ذيل ميں بيراگيوں کا حال لکھا ھے
اور اسی سلسله ميں کبير صاحب کے حالات
بيان کئے هيں -

(۱۰) خزينةالاصفيا - مصنفه مولوي غلام سرور - سنه
۱۸۶۸ع ميں لاھور سے شائع هوئي تھي -

(۱۱) بھگت مال - يه کتاب کئي سو برس هوئے
نابھاجي نے لکھي تھي - سوامي پريه داس نے اس
کي شرح لکھی - اس کے کئي ترجمے اردو ميں
هوئے - رائے تلسي رام کا ترجمه نولکشور پريس

لکھنؤ سے شائع ھوا ھے - اس میں سیکڑوں بھکتوں اور سنتوں کے حالات درج ھیں -

(۱۲) رھنمایان ھند - مترجمہ بابو نارایں پرشاد ورما صاحب مہر تخلص - یہ کتاب ایک انگریزي کتاب پرافتس آف انڈیا (Prophets of India) کا ترجمہ ھے - انجمن ترقي اردو اورنگ آباد دکن نے سنہ ۱۹۰۴ ع میں اسے چھپوایا تھا - اب کمیاب ھے -

(۱۳) کبیر صاحب اور اُن کي تعلیم - از بابو شیوبرت لال ورمن صاحب ام اے، رفاہ عام استھم پریس سنہ ۱۹۰۸ ع -

(۱۴) کبیر جنم ساکھي - مؤلفہ منشي محمد جلیل صاحب انصاري شاھجہاں پریس دھلي سنہ ۱۹۲۵ع - مگہر میں کبیر صاحب نے وفات پائي تھي - مؤلف نے اس مقام کو خود جاکر دیکھا ھے اور وھاں کے چشم دید حالات لکھے ھیں -

(۱۵) ھوریس ھیمن ولسن (Horace Hayman Wilson) ایک مشہور انگریزي مستشرق ھے - اُنیسویں صدي کے شروع میں ایسٹ انڈیا کمپني کا نوکر ھوکے کلکتہ آیا اور مختلف عہدوں پر تعینات رھا - سنسکرت زبان سیکھي اور بنگال کي ایشیاٹک سوسائٹی کا بیس برس تک سکریٹري رھا - اس نے ھندؤوں کے

مذهب اور سنسکرت علوم کے متعلق مختلف مضامین اور کتابیں لکھیں - ان میں سے ایک کا نام هے ایسیز اینڈ لکچرز آن دي رلیجن آف دی هندوز (Essays and Lectures on the Religion of the Hindus) اس میں ایک مستقل باب کبیر پنتھیوں کے متعلق هے -

(۱۶) جرمني میں ایک سلسله تصانیف انسائکلوپیڈیا آف انڈو آرین ریسرچ (Encyclopedia of Indo-Aryan Research) کے نام سے شائع هوتا تها - اسي سلسله میں سر رام کرشن گوپال بهنڈارکر کي ایک تصنیف ویشنوازم شَیوازم اینڈ آدر مائنر رلیجس سستمس (Vaishnavism, Shaivism, and other Minor Religious Systems) کے نام سے شائع هوئي هے - اس کے اُنیسویں باب میں کبیر صاحب کا بیان هے -

(۱۷) سر ولیم هنٹر کي تصنیف دی انڈین امپائر - (The Indian Empire) اس میں کئی باب هندؤوں کے عقائد و فرائض اور هندو مذهب کے ارتقا کے متعلق هیں -

(۱۸) کبیر اینڈ دی کبیر پنتھ - (Kabir and the Kabir Panth) مصنفه ریورنڈ جي' ایچ'

وسکٹ - مطبوعہ کرائسٹ چرچ مشن، کانپور - سنہ ۱۹۰۷ع -

(۱۹) دی بیجک آف کبیر (The Bijak of Kabir) مرتبہ ریورنڈ احمد شاہ مطبوعہ ھمیرپور سنہ ۱۹۱۷ ع -

(۲۰) کبیر داس اور اُن کي شاعري از منشي یوسف حسین مطبوعہ رسالہ "اردو" جنوري سنہ ۱۹۳۰ع -

-- تمام شد --

اِنڈکس

صفحہ

(ا)

(ر)

صفحہ (ھ)

اِلٰہآباد - منروا پریس - دریاآباد